کراماتِ طاہریہ

مرتب

محمد جمیل طاہری

نام کتاب	کراماتِ طاہریہ
موضوع	کراماتِ حضرت خواجہ محمد طاہر المعروف محبوب سجن سائیں مدظلہ العالی
موضوع	کراماتِ حضرت خواجہ محمد طاہر المعروف محبوب سجن سائیں مدظلہ العالی
مرتب	محمد جمیل عباسی طاہری
پروف ریڈر	علامہ عزیز الرحمان طاہری
کمپوزر	محمد زبیر چنہ طاہری
اشاعت اول	نومبر 2008ء

محمد جمیل عباسی طاہری نے ادارۃ المعرفۃ پبلی کیشنز درگاہ اللہ آباد شریف کنڈیارو سے شایع کیا۔

ملنے کا پتا

مولانا عزیز الرحمان طاہری۔۔۔اللہ آباد شریف کنڈیارو

مولانا محمد ابراہیم طاہری۔۔۔۔۔مرکز اصلاح المسلمین ٹول پلازہ کراچی

محمد بخش جونیجو طاہری۔۔۔۔۔۔۔نزد مومن مسجد مولا مدد اسٹاپ لیاری کراچی

فاروق امان قریشی طاہری۔۔۔۔۔الاصلاح پبلیکیشنز مارکیٹ روڈ دادو

مولانا محمد ابراہیم لاسی طاہری۔۔۔۔اوتھل بلوچستان

محمد حبیب الرحمٰن طاہری۔۔۔۔۔مرکز روح الاسلام بلال ٹاؤن بیدیاں روڈ لاہور

پیش لفظ

انسانی فطرت میں یہ چیز داخل ہے کہ وہ جب بھی کوئی خلافِ عادت کام (معجزہ یا کرامت) ہوتے دیکھتا ہے تو جس سے بھی معجزہ یا کرامت ظاہر ہوتی ہے دیکھنے والا فوراًاُس شخص کے سچے ہونے کا یقین کرلیتا ہے اور اس کے اندر سے شکوک و شبہات دور ہو جاتے ہیں۔انسان کی اس خصلت کو مد نظر رکھتے ہوئے اللہ رب العزت نے انبیاء کرام کی خلافِ عادت کاموں یعنی معجزات سے مدد فرمائی اور انہیں وہ قوت عطا فرمائی کہ جب بھی ان سے مخالفت رکھنے والے ان سے معارضہ کرتے تو انبیاء کرام علیہم السلام ان کو اپنے معجزات سے عاجز کردیتے اور ان کا معجزہ دیکھ کر وہ لوگ جن کی دلوں میں شک و شبہ ہوتا وہ دور ہو جاتا اور وہ صدق دل سے ایمان میں داخل ہو جاتے۔

انبیاء کرام کے ان خلاف عادات کاموں کو ارصاص اور معجزے کا نام دیا جاتا ہے۔ارصاص ان خلاف عادات کاموں کو کہا جاتا ہے جو نبی سے نبوت ملنے کے پہلے ظاہر ہوں۔جیسے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں اس پتھر کو جانتا ہوں جو نبوت کے ملنے سے پہلے مجھے سلام کیا کرتا تھا (صحیح مسلم)۔

اور معجزہ اس خلاف عادت کام کو کہا جاتا ہے جو نبی سے نبوت ملنے کے بعد ظاہر ہو اور وہ خلاف عادت کام ایسا ہو کہ مخالفین و معترضین اس کے مثل کوئی بھی کام نہ کرسکیں اور عاجز ہو جائیں۔معجزے کی سب سے بڑی مثال ہمارے آقا و مولیٰ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی ہوئی عظیم آسمانی کتاب یعنی قرآن مجید ہے۔کہ کوئی بھی انسان قرآن کے چیلنج کرنے کے باوجود قرآن مجید کی چھو ٹی سی آیت کے مثل بھی کوئی آیت نہیں بنا سکا۔اس کے علاوہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں چاند کے دو ٹکڑے ہو جانا، کنکریوں کا کلام کرنا، بے زبانوں کا کلام کرنا اور دیگر بے شمار معجزات بکثرت روایت کیے گئے ہیں۔

انبیاء کرام کے توسط و توسل سے اگر ان کے کسی امتی سے جو کامل مومن ہو اور متبع سنت و مبلغ ہو اور محفل و تنہائی میں اللہ کو یاد کرتا ہو اور ہر دم گناہوں سے پرہیز رکھتا ہو اور عارف باللہ ہونے کے ساتھ نیک اعمال پر مکمل شوق و رغبت کے ساتھ عمل کرتا ہو اور خلاف شرعیہ اعمال سے دور رہتا ہو، تو ایسے کسی کامل امتی یعنی ولی اللہ سے اگر خلاف عادت کام ظاہر ہو تو اسے کرامت کہا جاتا ہے۔

علامہ سعد الدین مسعود تفتازانی علیہ الرحمۃ شرح عقائد میں لکھتے ہیں کہ ولی کی کرامت در حقیقت نبی کا معجزہ ہی ہے کیونکہ اللہ نے اس ولی کو کرامت کی توفیق اس لیے دی کہ وہ نبی کا متبع سنت اور کامل امتی ہے، تو اسی لیے اس ولی کے خلاف عادت کام یعنی کرامت کو اس نبی کا معجزہ سمجھا جائے گا۔ آگے فرماتے ہیں اگر کوئی شخص کسی خلاف عادت کام کی نسبت اپنی طرف کرتا ہے اور نبی کا تصدق نہیں مانتا تو اس کو ولی نہیں مانا جائے گا اور اس کے ہاتھ پر کرامت ظاہر نہیں ہو گی۔اگر کسی غلط کاریوں میں ملوث شخص یا غیر مسلم سے خلاف عادت کام ظاہر ہوتا ہے تو اسے استدراج یعنی دھوکا کہا جائے گا۔

اولیاءاللہ کی کرامات کے بارے میں قرآن و حدیث میں کئی دلائل موجود ہیں اور وہ آیات و احادیث اتنی عام و مشہور ہیں کہ ان کا انکار ممکن ہی نہیں۔ بطور استشہاد چند آیات قرآنی سے کرامت کا ثبوت پیش خدمت ہے۔

قَالَ الَّذِیۡ عِنۡدَہٗ عِلۡمٌ مِّنَ الۡکِتٰبِ اَنَا اٰتِیۡکَ بِہٖ قَبۡلَ اَنۡ یَّرۡتَدَّ اِلَیۡکَ طَرۡفُکَ فَلَمَّا رَاٰہُ مُسۡتَقِرًّا عِنۡدَہٗ قَالَ ہٰذَا مِنۡ فَضۡلِ رَبِّیۡ۔ (النمل۔ 40)

جس شخص کے پاس کتاب کا علم تھا اس نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہا کہ میں اس تخت کو آنکھ کے جھپکنے سے پہلے ہی آپ کی خدمت میں پیش کروں گا۔ پھر جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس تخت کو اپنے پاس رکھا ہوا دیکھا تو کہا کہ یہ میرے رب کی مہربانی ہے۔

اس آیت میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے درباری کی کرامت کا ذکر ہے جن کا نام مشہور قول کے مطابق آصف بن برخیا تھا۔ اس پورے قصے کی تفصیل اس طرح ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام جو اللہ کے نبی تھے انہیں اللہ نے تمام دنیا کی بادشاہت عطا فرمائی۔ آپ کی بادشاہت میں جن و انس پرندے اور دیگر تمام حیوانات شامل تھے۔ ایک دن حضرت سلیمان علیہ السلام نے جب پرندوں کا جائزہ لیا تو وہاں ہدہد موجود نہیں تھا۔ جب ہدہد آیا تو اس نے آپکی خدمت میں یہ عرض کی کہ میں نے شہر سبا میں بلقیس نامی ایک عورت دیکھی ہے جو ملک سبا کے لوگوں پر حکمرانی کر رہی ہے۔ اس کی بہت بڑی بادشاہت ہے اور نہایت شاندار تخت ہے (علماء کرام نے اس کے تخت کا طول اسی گز اور عرض چالیس گز بیان کیا ہے) جو سونے چاندی اور جواہرات سے بنا ہوا ہے۔ اور ہدہد نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو مزید بتایا کہ ملک سبا والے اللہ کے بجائے سورج کو پوجتے ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہدہد کو ایک خط لکھ دیا کہ یہ میری طرف سے بلقیس کو پہنچاؤ۔ ہدہد یہ خط بلقیس کے پاس لے کر گیا اس خط میں لکھا تھا کہ یہ سلیمان کی طرف سے ہے اور حضرت سلیمان نے لکھا تھا کہ مجھ پر اپنی بلندی ثابت نہ کرو اور میری خدمت میں مطیع ہو کر حاضر ہو جاؤ۔ بلقیس نے اپنے سرداروں سے مشورہ کرنے کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں تحفہ بھیجا۔ تحفے میں پانچ سو غلام اور پانچ سو لونڈیاں بہترین لباس اور سونے کے زیور پہنے ہوئے، سونے کی زینوں پر سوار اور اس کے علاوہ پانچ سو اینٹیں سونے کی اور جواہرات کے بنے ہوئے تاج وغیرہ شامل تھے۔ یہ تحفہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے تمہارے مال کی کوئی ضرورت نہیں۔ تمہیں مطیع ہو کر میری خدمت میں حاضر ہونا ہو گا ورنہ میرے ساتھ جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ۔ اس کے بعد بی بی بلقیس حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے بڑے لشکر کے ساتھ روانہ ہوئیں۔ جب ملکہ بلقیس اور ان کا لشکر ایک فرسنگ کی دوری پر پہنچ گیا تو حضرت سلیمان نے کہا کہ کونسا ایسا شخص ہے جو بلقیس کا تخت لے کر میری دربار میں آئے۔ یہ سن کر حضرت آصف بن برخیا نے کہا کہ میں یہ تخت آپ کی خدمت میں آنکھ جھپکنے سے پہلے پیش کر دوں گا اور آصف بن برخیا نے آنکھ جھپکنے سے پہلے تخت حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں پیش کر دیا۔ تو قرآن کریم کے بیان کیے ہوئے اس قصے سے حضرت سلیمان علیہ السلام کے کامل امتی آصف بن برخیا کی کرامت کا ثبوت ملتا ہے جو اللہ کے ولی تھے اور اللہ نے اپنے نبی سلیمان کے توسط سے ان کو یہ قوت عطا فرمائی تھی۔ حالانکہ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ

کے مطابق یہ تخت دو ماہ کی مسافت پر واقع تھااور حیرانگی کی بات یہ ہے کہ اللہ کے ولی نے اسے پلک جھپکنے سے پہلے حضرت سلیمان علیہ السلام کی دربار میں حاضر کر دیا۔

کرامت ولی کے ثبوت میں قرآن کریم کی دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ۔

جب حضرت زکریا علیہ السلام حضرت مریم علیہا السلام کے حجرے میں آئے تو ان کے پاس کھانے پینے کی اشیاء موجود پائیں۔ آپ نے حضرت مریم سے دریافت کیا کہ اے مریم یہ تیرے پاس کہاں سے آئی ہیں۔ حضرت مریم نے جواب دیا یہ اللہ کے پاس سے آئی ہیں۔ اللہ جسے چاہے بے حساب رزق عطا فرمادے۔

دور حاضر کے عظیم مفسر قرآن علامہ غلام رسول سعیدی تفسیر تبیان القرآن کی پانچویں جلد صفحہ نمبر 436 میں حافظ اسمٰعیل بن عمر بن کثیر کا قول درج فرماتے ہیں کہ مجاہد، عکرمہ، سعید بن جبیر، ابو الشعثاء، ابراہیم، ضحاک، قتادہ اور ربیع بن انس وغیر ہم نے کہا کہ حضرت زکریا حضرت مریم کے پاس گرمیوں کے پھل سردیوں میں دیکھتے تھے اور سردیوں کے پھل گرمیوں میں دیکھتے تھے۔ اور اس آیت قرآنی سے بھی اولیاء اللہ کی کرامت کا ثبوت ملتا ہے۔

احادیث مبارکہ سے بھی اولیاء اللہ کی کرامات ثابت ہیں۔ بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین شخص سفر پر جارہے تھے اچانک بارش آگئی۔ انہوں نے بارش سے ایک غار میں پناہ لی۔ قضائے قدرت سے یہ ہوا کہ ایک پتھر پہاڑ سے غار کے منہ پر گرا اور غار کا منہ بند ہو گیا۔ انہوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ جو تم نے اللہ کی رضا کے لیے کبھی نیک عمل کیا ہو تو اس کے وسیلے سے دعا مانگو تا کہ غار کا دروازہ کھل جائے۔ ان میں سے ایک نے کہا اے اللہ میرے والدین تھے اور بیوی اور بچی تھی۔ جب میں شام کو گھر آتا تو اپنے بیوی بچی سے پہلے اپنے ماں باپ کو دودھ پلاتا۔ ایک دن جیسے ہی میں گھر پہنچا تو مجھے دیر ہو گئی اور میرے والدین سو گئے۔ میں حسب معاملہ دودھ لے کر ان کے سرہانے کھڑا ہوا۔ میں نے انہیں نیند سے بیدار کرنا مناسب نہیں سمجھا اور میں صبح تک اسی طرح کھڑا رہا اور بچی کو دودھ نہیں پلایا حالانکہ میری بچی بھوک کی وجہ سے رو رہی تھی۔ اے اللہ تجھے معلوم ہے یہ میرا عمل تیری رضا کے لیے تھا۔ اسی لیے غار کا دروازہ ہمارے لیے کھول دے۔ اس دعا کے بعد غار کا دروازہ کچھ کھل گیا۔ دوسرے نے دعا کی اے اللہ میں اپنی ایک رشتہ دار عورت کو بہت پسند کرتا تھا اور اسے اپنی خواہش پوری کرنے کا کہتا تھا۔ مگر اس نے کہا کہ مجھے سو دینار لا کر دو۔ میں نے محنت مزدوری کر کے سو دینار جمع کیے اور اس کو دے دیے۔ جب میں اس سے صحبت کرنے لگا تو اس نے کہا کہ اے اللہ کے بندے اللہ سے ڈر۔ یہ سن کر میں اس سے الگ ہو گیا۔ اے اللہ تجھے معلوم ہے میرا یہ عمل تیری رضا کے لیے تھا تو ہمارے لیے کشادگی فرما۔ اس کے بعد

غار کا بند دروازہ تھوڑا اور کھل گیا۔ تیسرے نے دعا کی کہ اے اللہ میں نے چاولوں کے ٹوکروں کے عوض ایک مزدور کیا۔ جب اس نے اپنا کام کر لیا تو میں نے اسے وہ ٹوکرا دیا مگر اس نے وہ ٹوکرا نہیں لیا اور چلا گیا۔ میں نے ان چاولوں کو کاشت کیا اور انکی آمدنی سے بہت سی گائیں اور چرواہے جمع کیے۔ ایک دن وہ مزدور آیا اور مجھ سے کہا کہ اللہ سے ڈر اور مجھے میرا حق دے دے۔ میں نے کہا کہ یہ گائے اور چرواہے لے جاؤ۔ یہ سن کر اس نے کہا کہ مجھ سے مذاق مت کرو۔ میں نے کہا میں مذاق نہیں کرتا یہ گائیں اور چرواہے لے جاؤ۔ وہ ان کو لے گیا۔ اے اللہ تمہیں معلوم ہے یہ میرا عمل صرف تیری رضا کے لیے تھا اس لیے ہمارے لیے کشادگی فرمادے تو اللہ تعالیٰ نے غار کے دروازے سے پتھر کو دور کر دیا۔ (صحیح البخاری)

علامہ غلام رسول سعیدی اپنے تفسیر تبیان القرآن میں اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں اولیاء اللہ کی کرامات کا ثبوت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تینوں کی دعا قبول فرمائی اور بغیر کسی ظاہری سبب کے غار کے منہ سے پتھر ہٹا دیا اس لیے خرق عادت کا ظہور ہوا۔ نیز اس سے معلوم ہوا کہ مصیبت کے وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہیے اور اللہ تعالیٰ نیک لوگوں کی دعا قبول فرماتا ہے۔ اور یہ کہ نیک اعمال کے وسیلے سے دعا کرنی چاہیے اور جب نیک اعمال کے وسیلے سے دعا قبول ہوتی ہے تو نیک ذات کے وسیلے سے بھی دعا قبول ہوتی ہے اور سب سے نیک ذات سیدنا محمد صلّی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے تو آپ صلّی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے دعا کا قبول ہونا زیادہ متوقع ہے۔ (تفسیر تبیان القرآن جلد پنجم صفحہ 438)

صحابہ کرام سے بھی کثیر تعداد میں کرامتوں کا ظہور ہوا ہے۔ صحابہ کی چند کرامات ذکر کی جاتی ہیں۔

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وفات کے وقت اپنی صاحبزادی ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے وصیت فرماتے ہوئے کہا کہ میری وفات کے بعد تم میرا مال اپنے دونوں بھائیوں عبدالرحمٰن و محمد اور اپنی دونوں بہنوں میں شرعی احکام کے مطابق تقسیم کر دینا۔ یہ سن کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ ابا جان میری تو صرف ایک ہی بہن حضرت اسماء رضی اللہ عنہا ہیں میری دوسری کوئی بہن نہیں۔ آپ نے فرمایا میری بیوی بنت خارجہ جو حاملہ ہے، اس کو بیٹی پیدا ہو گی اور وہ تمہاری دوسری بہن ہے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد بنت خارجہ کو بیٹی پیدا ہوئی اور ان کا نام ام کلثوم رکھا گیا۔ اس حدیث سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کرامت ثابت ہوتی ہے کہ آپ کو معلوم ہو گیا کہ حاملہ کے شکم میں بیٹی ہو گی اور ظاہر ہے یہ غیب کی خبر تھی۔ جس کا علم اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفی صلّی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو عنایت فرمایا۔

خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ آپ مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کے منبر پر خطبہ دے رہے تھے۔ اچانک آپ نے ارشاد فرمایا یاساریۃ الجبل۔ یعنی اے ساریہ پہاڑ کی طرف خیال کرو۔ حاضرین حیران ہو گئے کہ ساریہ تو نہاوند میں جہاد کے لیے گئے ہوئے ہیں حضرت عمر انہیں مدینہ میں کیوں پکار رہے ہیں۔ کچھ عرصہ بعد نہاوند سے حضرت ساریہ کا قاصد آیا۔ اس نے بتایا کہ جنگ کے دوران مسلمانوں کا لشکر شکست کھانے لگا تو آواز آئی کہ اے ساریہ پہاڑ کی طرف پیٹھ کر لو۔ یہ آواز سن کر حضرت ساریہ نے کہا یہ تو امیر المؤمنین حضرت عمر کی

آواز ہے اور حضرت ساریہ نے اپنے لشکر کو پہاڑ کی طرف پیٹھ کر کے صف بند کر لیا۔ قاصد نے کہا کہ اس کے بعد ہم منظم ہوئے اور اس حکمت عملی سے مضبوط ہو کر جب کفار کے لشکر سے لڑے تو وہ شکست کھا کر میدان چھوڑ گئے۔ ذرا تصور کیجیے کہ نہاوند مدینہ شریف سے پانچ سو فرسخ کے فاصلے پر ہے اور اتنی دوری کے باوجود نہاوند میں موجود مسلمانوں نے حضرت عمر کی آواز کو صاف سنا اور اس کرامت سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روحانی تصرف کا اندازہ کریں کہ نہ صرف آپ نے سیکڑوں میل دوری کے باوجود نہاوند تک آواز پہنچایا بلکہ مدینے شریف میں مسجد نبوی میں ہوتے ہوئے بھی نہاوند میں ہونے والی جنگ کا احوال ملاحظہ کرتے رہے۔ یقیناً اللہ کے برگزیدہ بندوں کے سننے اور دیکھنے والی صفات کو عام آدمی پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے علاوہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خط سے دریائے نیل کا جاری ہونے کا واقعہ بھی نہایت مشہور و معروف ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت عمر کی حکومت دریاؤں پر بھی تھی۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ذکر آتا ہے کہ ایک شخص نے راہ چلتے ہوئے کسی عورت کو غلط نگاہوں سے گھور کر دیکھا اس کے کچھ دیر بعد وہ شخص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت عثمان نے اس کی آنکھوں میں دیکھ کر فرمایا کہ لوگ میرے سامنے ایسی حالت میں آتے ہیں کہ ان کی آنکھوں میں زنا کے اثرات ہوتے ہیں۔ یہ سن کر مذکورہ شخص غصے سے بولا کہ کیا آپ پر وحی نازل ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا میرے اوپر وحی تو نازل نہیں ہوتی لیکن اللہ نے مجھے وہ قوت ودیعت کی ہے کہ میں دل کے خیالات معلوم کر لیتا ہوں۔

حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہٗ کے بارے میں روایت ہے کہ حضرت علی کے ایک حبشی غلام نے چوری کر لی، اس کی وہ چوری پکڑی گئی اور اس کے اقرار کے بعد اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ جب وہ واپس جانے لگا تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور ایک دوسرے صحابی سے ان کی ملاقات ہو گئی۔ اس دوسرے صحابی نے پوچھا کہ تیرا ہاتھ کس نے کاٹا ہے؟ غلام نے جواب دیا کہ امیر المؤمنین داماد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے۔ اس صحابی نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تیرا ہاتھ کاٹا ہے اور تو اتنے احترام سے ان کا نام لے رہا ہے۔ غلام نے جواب دیا کہ کیا ہوا انہوں نے تو مجھے جہنم کی آگ سے بچا لیا۔ حضرت سلمان فارسی نے اس گفتگو کا ذکر حضرت علی سے کیا۔ حضرت علی نے حضرت سلمان فارسی کی گفتگو سن کر غلام کو بلوایا اور اس کے کٹے ہوئے ہاتھ پر رومال رکھ کر کچھ پڑھا۔ اتنے میں غیبی آواز سنائی دی کہ رومال ہٹاؤ۔ جب رومال ہٹایا گیا تو غلام کا ہاتھ اس طرح کہنی سے جڑ گیا تھا کہ جیسے کبھی کٹا ہی نہ ہو۔ (تفسیر کبیر جلد 5)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کرامات میں سے چند کو بیان کیا گیا۔ اس کے ساتھ بعد میں آنے والے سلف صالحین اور بزرگان دین سے بھی کئی بے شمار کرامات ظہور ہوا۔

طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے سرخیل حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی کرامت بیان کرتے ہوئے لیث بن سعد بیان کرتے ہیں کہ میں نے سنہ 113 ہجری میں حج کیا۔ مسجد حرام میں عصر کی نماز پڑھنے کے بعد میں کوہ ابو قبس پر چڑھ گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص بیٹھا ہوا یوں دعا مانگ رہا ہے

"یا رب یا رب" پھر خاموش ہو گیا پھر کہنے لگا "یا حی یا حی" پھر کچھ دیر ٹھہر کے بولا "یا الٰہی میں انگور چاہتا ہوں۔ خدایا مجھے انگور کھلادے۔ میری دونوں چادریں پھٹ گئی ہیں۔ مجھے نئی چادریں عطا کردے "۔ لیث بن سعد کہتا ہے کہ اس کا کلام پورا نہیں ہو پایا تھا کہ میں نے انگوروں کا بھرا ہوا ٹوکرا دیکھا حالانکہ اس خطے میں انگور نہیں تھے اور میں نے دو چادریں دیکھیں جن کی مثل میں نے دنیا میں کبھی نہیں دیکھی۔ اس شخص نے چاہا وہ انگور کھائے تو میں نے کہا میں تیرا شریک ہوں۔ اس نے پوچھا کس طرح؟ میں نے کہا جب تم دعا کر رہے تھے تو میں آمین کہہ رہا تھا۔ اس نے کہا کہ آگے آیئے اور کھانے میں شریک ہو جایئے میں نے جب وہ انگور کھائے تو انکی لذت اور مٹھاس ایسی تھی کہ میں نے زندگی میں ایسے انگور نہیں کھائے اور ہم دونوں نے پیٹ بھر کر انگور کھائے مگر ٹوکرا اسی طرح بھرا ہوا تھا اس کے بعد اس نے کہا ان کو ذخیرہ مت کرو اور چھپاؤ بھی نہیں۔ بعد ازاں اس نے ایک چادر خود لی اور ایک مجھے دے دی۔ میں نے کہا کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ اس پر اس نے ایک چادر بطور تہہ بند باندھی اور دوسری بدن پر اوڑھ لی اور وہ دونوں پرانی چادریں ہاتھ میں لے کر پہاڑ سے اترے۔ صفہ اور مروہ کے درمیان ایک شخص نے اسے کہا اے فرزند رسول اللہ میں ننگا ہوں مجھے اوڑھا دے جیسا کہ اللہ تعالی نے تجھے اوڑھایا ہے۔ پھر اس نے دونوں چادریں سائل کو دے دیں۔ یہ دیکھ کر میں نے کسی سے پوچھا یہ بزرگ کون ہے۔ جواب ملا یہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ تھے۔ (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ)

اسی طرح سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت ذکر کی جاتی ہے کہ ایک دن آپ کھانا تناول فرما رہے تھے کہ ایک عورت خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی کہ آپ مرغ تناول فرما رہے ہیں اور میرا بیٹا جو کی روٹی کھا رہا ہے۔ عورت کی یہ بات سن کی آپ نے اپنا ہاتھ مبارک مرغی کی ہڈیوں پر رکھا اور کہا کہ اللہ تعالی کے حکم سے کھڑی ہو جا جو بوسیدہ ہڈیوں کو بھی حیاتی عطا فرماتا ہے۔ مرغی اسی وقت زندہ ہوئی اور کڑکڑانا شروع کر دیا۔ آپ نے اس عورت کو فرمایا کہ جب تیرا بیٹا اس مقام تک پہنچ جائے تو پھر جو چاہے کھائے (فیوض غوث یزدانی)

سلطان العارفین بایزید بسطامی قدس سرہ العزیز ایک دفعہ حج کو جا رہے تھے۔ آپ نے اپنا اور مریدین کا تمام ساز و سامان ایک اونٹ پر رکھا ہوا تھا کسی آدمی نے کہا کہ بچارے اونٹ پر کتنا بوجھ رکھا ہے۔ یہ تو بڑا ظلم ہے۔ حضرت بایزید نے کہنے والے کو فرمایا اے جواں مرد بوجھ کو اٹھانے والا یہ اونٹ نہیں ہے۔ ذرا غور سے دیکھ کہ اونٹ پر کچھ بوجھ ہے یا نہیں۔ اس نے جو دیکھا تو بوجھ اونٹ کے پیٹھ سے ایک ہاتھ اونچا تھا۔ کہنے لگا یہ عجیب معاملہ ہے۔ شیخ نے فرمایا کہ اگر میں اپنا حال تم سے پوشیدہ رکھتا ہوں تو تم مجھے ملامت کرنے لگتے ہو اور اگر ظاہر کر دیتا ہوں تو اس کی طاقت نہیں رکھتے کیا کیا جائے۔ (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ)

شیخ ابو الحسن خرقانی قدس سرہ العزیز کے بارے میں نقل ہے کہ بو علی سینا آپ کی شہرت سن کر خرقان گئے۔ جب آپ کے دولتخانہ پر پہنچے تو شیخ ایندھن کے لیے لکڑیاں لینے جنگل گئے ہوئے تھے۔ پوچھا کہ شیخ کہاں ہیں۔ بیوی نے جواب دیا کہ تم ایسے زندیق کذاب کو کیا کرو گے۔ اور بھی بہت کچھ سخت سست کہا۔ بو علی کے دل میں آیا کہ جب بیوی ہی منکر ہے تو شیخ کا کیا حال ہو گا۔ پھر شیخ کی زیارت کے لیے جنگل کو چلے گئے کیا دیکھتے ہیں کہ

شیخ آرہے ہیں اور لکڑیوں کا گٹھا شیر پر لدا ہوا ہے۔ بو علی حیران ہوئے۔ پوچھنے لگے کہ شیخ یہ کیا حالت ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ اگر میں ایسے بھیڑیے (بیوی) کا بوجھ نہ اٹھاؤں تو شیر میرا بوجھ کیسے اٹھائے۔ جب دولتخانہ میں واپس آئے تو بو علی بیٹھ گئے اور آپس میں بہت سی باتیں ہوئیں۔ شیخ ابوالحسن خرقانی قدس سرہٗ نے دیوار بنانے کے لیے مٹی میں پانی ڈالا ہوا تھا۔ اٹھ کر فرمانے لگے کہ مجھے یہ دیوار بنانی ہے۔ معذور رکھیے۔ یہ کہہ کر دیوار بنانے لگے۔ اچانک تیشہ آپ کے ہاتھ سے گر پڑا۔ بو علی سینا نے اٹھا کر دینا چاہا مگر وہ یہ دیکھ کر حیران ہو گیا کہ وہ تیشہ بو علی سینا کے اٹھانے سے پہلے ہی خود بخود شیخ کے ہاتھ میں پہنچ گیا۔ یہ دیکھ کر بو علی کو اور تصدیق ہوئی۔ (تذکرہ مشائخ نقشبند)

خواجہ خواجگان خواجہ سید بہاؤ الدین نقشبند بخاری قدس سرہ العزیز ایک دن ایک درویش کو کسی طرف روانہ کر رہے تھے۔ آپ نے حسب عادت اس کو بغل میں لیا اور اس پر نظر عنایت ڈالی اتفاقاً اخی محمد در آہنی جو حضرت خواجہ کے بڑے درویشوں میں سے تھا، اس درویش کے آگے آگے جا رہا تھا۔ ایک ساعت کے بعد وہ درویش گر پڑا اور اس کی روح قالب سے نکل گئی۔ جب اخی محمد نے یہ حال دیکھا تو وہ جلد حضرت خواجہ کی خدمت میں پہنچا اور ماجرا عرض کیا۔ حضرت خواجہ اس درویش کے پاس تشریف لے گئے اور اپنا قدم اس کے سینے پر رکھا۔ آپ کے قدم مبارک رکھتے ہی اس کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی اور وہ زندہ ہو کر اٹھ گیا۔ بعد ازاں حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند نے فرمایا کہ ہم نے اس کی روح چوتھے آسمان میں پا ئی اور وہاں سے واپس کر لی۔ (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ)

حضرت امام ربانی مجدد و منور الف ثانی نور اللہ مرقدہ کی کتنی ہی کرامات ہر عام و خاص کو معلوم ہیں ان میں سے ایک کو بیان کیا جاتا ہے۔ حضرت مولانا بدر الدین سرہندی کے چچا شیخ محمد یاسین بیان کرتے ہیں کہ اصفہان کے سفر سے واپسی پر گھو ڑے سے میری خرجین گم ہو گئی اس کی تلاش میں اتنا وقت لگا کہ قافلہ نظر سے غائب ہو گیا۔ قافلہ نہ پا کر میں سخت پریشان ہو گیا۔ ادھر ادھر دیکھا مگر کہیں پر بھی قافلے کا اتا پتہ نہیں پڑا۔ مایوس ہو کر زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھا اور ایک چشمے کے کنارے پر بیٹھ کر وضو کیا اور گریہ زاری کے ساتھ دعا کی اور تصور میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی طرف رجوع کیا۔ تھوڑی دیر ہی گذری کہ حضرت امام ربانی عراقی گھوڑے پر سوار میرے سامنے موجود ہوئے۔ فرمایا اپنا ہاتھ مجھ کو دو اور میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھوڑے پر مجھ کو سوار کر کے گھوڑے کو تیز دوڑایا اور چند ہی لمحوں کے بعد قافلہ نظر آنے لگا۔ قافلے کے قریب آپ نے مجھے گھوڑے سے اتارا اور مجھے فرمایا اب تم قافلے میں چلے جاؤ۔ میں قافلے کی جانب جب روانہ ہوا تو آپ میری نظروں سے غائب ہو گئے۔ (حضرات القدس صفحہ 167)

حضرت خواجہ غریب نواز پیر مٹھا نور اللہ مرقدہٗ کی کرامت ذکر کی جاتی ہے کہ فقیر عبدالغفور میمن کے گھر میں آگ لگ گئی تو پرانے دور کا لکڑیوں سے بنا ہوا گھر تھا جس میں آگ تیزی سے پھیلنے لگی۔ وہاں موجود فقیر پانی سے بھری ہوئی بالٹیوں سے آگ بجھانے کی کوشش کرنے لگے مگر آگ تھی کہ بجھنے میں نہیں آتی تھی۔ یہ خبر حضور پیر مٹھار حمۃ اللہ علیہ تک پہنچی۔ آپ اپنی حویلی میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے پانی کا بھرا ہوا لوٹا اٹھایا اور

گھر میں موجود چولہے کی جلتی ہوئی آگ پر ڈال دیا پانی کے پڑتے ہی چولہے میں وہ آگ بجھ گئی اور جیسے ہی چولہے میں موجود آگ بجھی تو باہر فقیر عبدالغفور کے گھر میں لگی ہوئی آگ بھی یک لخت ختم ہو گئی۔

قطب دوراں حضرت خواجہ سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہٗ کی کرامت بیان کرتے ہوئے خلیفہ عبدالغفور مری صاحب لکھتے ہیں کہ طبیعت کی خرابی کے باعث میں جامشورو ہاسپٹل میں داخل تھا۔ایک دن طبیعت اچانک بگڑ گئی اور ہوش و حواس بالکل ختم ہو گئے۔بے ہوشی کے عالم میں کیا دیکھتا ہوں کہ فرشتے آپس میں محو گفتگو ہیں۔ایک فرشتہ کہتا ہے کہ اس کی زندگی پوری ہو گئی ہے یہ مر جائے گا۔دوسرے فرشتے کہتے ہیں کہ نہیں یہ نہیں مرے گا اس کے مرشد تشریف لا رہے ہیں، یہ بچ جائے گا۔اتنے میں حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہٗ تشریف فرما ہوتے ہیں۔پھر فرشتے کہتے ہیں کہ نہیں یہ مر جائے گا۔دوسرے فرشتے کہنے لگتے ہیں نہیں یہ بچ جائے گا کیونکہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم بمع صحابہ تشریف لا رہے ہیں۔اتنی دیر میں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے اور مجھے فرمایا تمہاری زندگی ختم تھی مگر چونکہ سوہنا سائیں نے دعا مانگی ہے اس لیے ہم نے اللہ تبارک و تعالیٰ سے تم کو نئی زندگی لیکر دی ہے۔اس کے بعد آپ صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے بھی سوہنا سائیں سے ذکر حاصل کیا یا آپ کے کسی خلیفہ سے ذکر حاصل کیا تو اللہ تعالیٰ روز محشر اس کی بخشش فرمائیں گے۔آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان مبارک حضرت سوہنا سائیں کی بارگاہ الٰہی میں شرف قبولیت کا مظہر ہے اور آپ کے متعلقین متوسلین کے لیے مسرت کا باعث ہے کہ آپ کے دامن سے وابستہ ہونے والا دنیا و آخرت میں محروم نہیں ہو گا بلکہ اسے اللہ اور رسول صلّی اللہ علیہ وسلم کا قرب نصیب ہو گا۔

حضور پیر مٹھا، حضور سوہنا سائیں اور حضور سجن سائیں کے خلیفہ مجاز شیخ الحدیث استاذ محترم عبدالرحمٰن غفاری بخشی طاہری بیان کرتے ہیں کہ حضور سوہنا سائیں ربیع الاول کے ماہ میں وڈیرہ فیض محمد اور وڈیرہ جان محمد کھوہارا کی دعوت پر بگ شہر تشریف فرما ہوئے۔نماز ظہر کے وقت آپ بگ شہر پہنچے۔نماز عصر کے بعد علائقہ کے لوگ بہت کثیر تعداد میں جمع ہو گئے۔چونکہ علائقہ میں کئی سال بارش نہ ہونے کی وجہ سے سخت قحط کی حالت تھی اور یہ علائقہ بارانی تھا اور لوگوں کے پینے اور گذر سفر، جانوروں اور زراعت وغیرہ کا انحصار بارشوں کے پانی پر ہی تھا اسی لیے نماز عصر کے ادا ہوتے ہی لوگوں نے چیخنا پکارنا شروع کیا اور آپکی خدمت میں بارش کی دعا کے لیے عرض کیا۔آپ نے ارشاد فرمایا کہ فی الوقت قلبی ذکر سیکھو اس کے بعد بارش کے لیے دعا کی جائے گی۔ذکر قلبی کے بعد آپ نے بارش کے لیے دعا فرمائی۔مغرب نماز کے بعد پروگرام شروع ہوا۔جب میں کسی کام سے باہر نکلا تو دیکھا مغربی جانب سے گھنے بادل گرج چمک کے ساتھ نمودار ہو رہے تھے۔رات کو بارہ بجے ہلکی ہلکی بارش برسنا شروع ہوئی۔تقریباً رات تین بجے کے قریب حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہٗ نے نماز تہجد ادا فرمائی اور نماز تہجد کے بعد آپ دعا فرمانے میں مشغول ہوئے۔جیسے ہی آپ نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو برسات تیز تر ہو گئی۔یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے آسمان سے رحمت الٰہی کے تمام دروازے کھول دیے گئے ہوں۔صبح کو ہر طرف پانی ہی پانی نظر آ رہا تھا۔ایسے لگتا تھا جیسے سیلاب آگیا ہو۔اگلے دن حاجی عبدالسلام کے ہاں دعوت تھی آپ نے دوستوں سے مشورہ کیا کہ تبلیغی دورہ کو جاری رکھا جائے یا واپس

فقیر پور شریف کے لیے روانہ ہوا جائے۔ دوستوں نے بتایا کہ فقیر پور شریف جانے والا راستہ بارش کے باعث بند ہو چکا ہے۔ للہٰذا آپ بذریعہ اونٹ حاجی عبدالسلام کے ہاں پر وگرام تشریف لے گئے۔ وہاں بھی چونکہ قحط کی سی صورت حال تھی للہٰذا لوگوں نے بارش کی دعا کے لیے عرض کیا۔ حضور نے بارش کے لیے دعا فرمائی ہم سب پریشان ہوگئے کہ حضور کی دعا جلد مقبول ہو جاتی ہے اور بارش کی وجہ سے کاچھو کے علائقے کی مشہور ندی گاج اگر بہہ آئی تو پھر ہم یہیں پر قید ہو جائیں گے اور راستہ بند ہونے کی وجہ سے یہاں سے نکل نہ سکیں گے۔ مگر اس رات بارش نہ پڑی اور ہم حضور سوہنا سائیں کے ساتھ واپس فقیر پور پہنچ گئے۔ جس دن حضور سوہنا سائیں فقیر پور لوٹے اسی شام سے کاچھے کے علائقے میں شدید ترین بارشیں شروع ہو گئیں۔ دو تین دن بعد بگ کے علائقے والوں نے حضور سوہنا سائیں کی خدمت میں آدمی بھیجا کہ حضور اتنی سخت بارش ہوئی ہے کہ کاچھے کے علائقے کا جھلی نامی بند ٹوٹنے کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ آپ برائے مہربانی دعا فرمائیں کہ بارش بند ہو جائے ورنہ بہت زیادہ مالی و جانی نقصان کا خدشہ ہے۔ آپ نے دعا فرمائی اور اللہ کے کرم سے بارش بند ہو گئی۔ دو دن بعد پھر سم والے علائقے سے لوگ آگئے۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضور ہمارا علائقہ اونچا اور ہماری زمینیں اچھی طرح پانی سے سیر اب نہیں ہوئیں ہیں بگ کے علائقے والوں نے ہم سے زیادتی کی ہے کہ بارش بند کروانے کے لیے دعا کروائی ہے ہمیں اور بھی بارش کی ضرورت ہے۔ یہ بات سن کر حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہٗ مسکراتے ہوئے فرمانے لگے کہ بھئی آپس میں مشورہ کر کے دعا منگواتے۔

تو مذکورہ تمام تر دلائل و کرامات و واقعات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ کرامات اولیاء برحق ہیں اور دنیا کی عظیم ترین کتاب قرآن کریم اور احادیث نبوی صلّی اللہ علیہ وسلم اور واقعات ماسلف و بزرگان دین سے اس کا قطعی ثبوت ملتا ہے اور کرامات کے وجود کا انکار کرنا اور کرامات کو نہ ماننا جہالت کی واضح مثال ہے۔ یہ اس طرح ہے جیسے کوئی شخص آنکھیں رکھنے کے باوجود روز روشن میں سورج کی روشنی کا انکار کر دے۔ ایسے شخص کی بے بصری اور بے علمی پر افسوس ہی کیا جا سکتا ہے۔ تو یہ کتاب کرامات طاہریہ میرے مرشد و مربی حضرت خواجہ محبوب سجن سائیں قلبی روحی فداہ کی کرامات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کو لکھنے کا مقصد مرشد و مربی کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کرنے کے ساتھ اس حقیقت کا اظہار بھی مقصود ہے کہ اللہ نے مرشد و مربی کے توسل سے میری اور حضور قبلہ عالم کے تمام فقیروں کی ہر مشکل گھڑی میں مدد فرمائی ہے اور کہیں بھی گرنے نہیں دیا بلکہ مرشد کے صدقے ہر مشکل کے سامنے کھڑے ہونے کا حوصلہ ملا ہے اور ہر مشکل پر قابو پانے کی توفیق حاصل ہوئی ہے۔ اس لیے بطور اظہار نعمت اس بات کو عام کیا جائے تا کہ ہر خاص و عام آپ کے فیض و توسل سے فائدہ پا کر دنیا و آخرت میں کامیابی حاصل کر کے آقا و مولیٰ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کے حضور سرخرو ہو۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت اپنے محبوب صلّی اللہ علیہ وسلم کے فیض و توسل سے تمام انسانوں پر اپنی مہربانیاں و عطائیں جاری رکھے اور مرشد و مربی حضور سجن سائیں قلبی و روحی فداہ کے صدقے ہمیں دین و دنیا میں کامیابیاں اور کامرانیاں عطا فرمائے۔ آمین

محمد جمیل طاہری، درگاہ اللہ آباد شریف

25 شوال المکرم 1429 ہجری 25-10-2008

تذکرہ کرامات

قبر میں بھی قلبی ذکر جاری

حضرت خلیفہ قاری خان محمد صاحب پنہور رحمۃاللہ علیہ نصیر آباد سال1952ء سے نصیر آباد (لاڑکانہ) میں تقریباً50سال تک علم تجوید و قرأت کی تدریس فرماتے رہے۔ساتھ ساتھ ذکر قلبی اور سلوک سے بھی وابستہ رہے۔آپ نے بیعت و خلافت حضرت خواجہ پیر مٹھار رحمۃاللہ علیہ، حضرت خواجہ سوہنا سائیں رحمۃاللہ علیہ اور حضرت قبلہ سجن سائیں مدظلہ العالی سے حاصل کی۔آخری عمر میں آپ مختلف عوارض میں مبتلا ہوگئے۔آپ کو الشفاء ہاسپٹل کراچی میں علاج کے لیے داخل کرایا گیا۔آپ کے بڑے صاحبزادہ قاری عبدالرحمٰن صاحب نے بتایا کہ بیماری کے دوران بھی والد صاحب پر ذکر و جذب کی کیفیت طاری تھی اور آپ نے اسی حالت میں وصال فرمایا۔عبدالرحمٰن صاحب کہتے ہیں کہ وصال کے بعد بھی آپ کے قلب میں تحرک تھا اور ڈاکٹر حضرات حیران تھے۔یہ حالت دیکھ کر انہوں نے ''ڈیتھ سرٹیفکیٹ'' دینے سے انکار کردیا۔ہم نے انہیں بتایا کہ والد صاحب کے دل پر ولی کامل کی انگلی لگی ہوئی ہے اس لیے ان کا دل ذکر کرتا رہے گا بلکہ وفات کے بعد تو زیادہ ذکر قلبی میں مشغول ہوجائے گا کیونکہ ذکر قلبی والوں کی یہ کیفیات ہوتی ہیں کہ وہ بظاہر اس جہاں سے رخصت ہوجاتے ہیں لیکن ان کا دل زندہ رہتا ہے اور یہ قبر و قیامت میں ذکر میں مصروف رہتا ہے مگر انہوں نے ہماری بات کا یقین نہیں کیا بلکہ کہا کہ ان کا دل چل رہا ہے ہم ڈیتھ سرٹیفکیٹ نہیں دے سکتے۔بالآخر اسی ہاسپٹل کا ایک بڑا سینئر تجربہ کار سرجن آیا اور اس نے ڈاکٹر حضرات کو یقین دلایا کہ ان کا وصال ہوچکا ہے ان کو ''ڈیتھ سرٹیفکیٹ'' دے دیں۔انہوں نے بتایا کہ میری زندگی میں چند ایسے کیسز آئے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ اس کے قلب پر کسی مرد کامل کی انگلی لگی ہے ان کی نگاہ کرم کا اثر یہ ہوا ہے کہ ان کا دل وصال کے بعد بھی تحرک میں ہے اور ذکر قلبی میں مصروف ہے البتہ ان کا وصال ہوچکا ہے۔سینئر سرجن کی اس بات کے بعد وہاں موجود ڈاکٹر ڈیتھ سرٹیفکیٹ دینے پر آمادہ ہوئے۔حافظ صاحب نے بتایا کہ غسل دیتے وقت بھی والد صاحب کے قلب میں تحرک جاری تھا۔جب آپ کو قبر میں اتارا گیا تو اس وقت پہلے سے بھی زیادہ قلبی ذکر جاری و ساری ہوگیا یہ کرامت دیکھ کر علاقہ کے لوگ حیرت و سکتہ میں تھے اور ذکر قلبی کے اثرات دیکھ کر حیران تھے۔

وصال کے بعد جنت کی خوشبو

خلیفہ حاجی عبدالسلام چانڈیو رحمۃاللہ علیہ نے بیعت و خلاف حضرت خواجہ پیر مٹھار رحمۃاللہ علیہ، حضرت خواجہ سوہنا سائیں رحمۃاللہ علیہ اور حضرت قبلہ سجن سائیں مدظلہ العالی سے حاصل کی۔جب آپ سخت بیمار ہوگئے تو آپ کو کراچی کے ''جناح ہاسپٹل'' میں علاج کے لیے داخل کرایا گیا۔

کچھ وقت کے بعد ڈاکٹر صاحبان نے لاعلاج کر کے گاؤں واپس لے جانے کا مشورہ دیا۔ان دنوں حضرت قبلہ سجن سائیں مدظلہ العالی بغرض تبلیغ دین ''المرکز اصلاح المسلمین ''ٹول پلازہ کراچی نزد ذکریا گوٹھ تشریف فرما تھے۔حاجی صاحب کے فرزند مولانا صوفی عبدالستار صاحب (جن کو حضرت قبلہ سجن سائیں مدظلہ العالی سے خلافت حاصل ہے اور فارغ التحصیل عالم دین بھی ہیں) نے بتایا کہ ہم والد صاحب کو حضرت صاحب کے پاس دعا کے لیے لے آئے اور جب ہم اپنے گاؤں روانہ ہوئے (والد صاحب کو سفید چادر اوپر اوڑھی ہوئی تھی اور میں آپ کے قدموں میں مراقبہ کی صورت بنائے بیٹھا تھا مجھے نیند آگئی) اس دوران میری آنکھ تب کھلی جب دیکھا کہ گاڑی رکی ہوئی ہے ، میں نیچے اترا تو دیکھا کہ پولیس والوں نے گاڑی کو روکا ہوا ہے میں نے آگے بڑھ کر پولیس سے معلومات چاہی تو وہ کہنے لگے کہ یہ کیسی خوشبو یا پرفیوم تم گاڑی میں اپنے ساتھ لیے جارہے ہو؟ میں نے بتایا کہ خوشبو تو ہمارے پاس نہیں،البتہ میں اپنے بیمار والد صاحب کو اپنے گاؤں کاچھو (جو کہ دادو سے بھی کئی میل دور فاصلے پر واقع ہے) لے جارہاہوں۔وہ کہتے ہیں کہ پولیس کے اسرار پر جیسے ہی میں نے چادر ہٹائی،دیکھا تو والد صاحب وصال فرماچکے تھے اور جو خوشبو یا پرفیوم ہم سب کو محسوس ہو رہی تھی وہ دنیاوی خوشبو نہیں بلکہ وصال کے بعد جنت کی خوشبو تھی اور وہ ایسی خوشبو تھی جس کا نظیر دنیا میں ملنا ممکن نہیں۔صوفی عبدالستار صاحب بتاتے ہیں کہ خوشبو کی لپٹیں اتنی تیز تھیں ارد گرد کا ایریا خوشبو سے مسحور ہو جاتا تھا اور جس جگہ سے بھی گاڑی گذرتی یا والد صاحب کا جنازہ لے جاتے تو ارد گرد کا ایریا خوشبو سے بھر جاتا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ذکر کرنے والوں پر ایسی خاص عنایتیں خدا کی طرف سے ہوتی رہتی ہیں۔

اہل ذکر کی نعش سمندر میں بھی صحیح سلامت

خلیفہ احمد شہر یار طاہری رحمۃاللہ علیہ پاکستان نیوی میں پائلٹ کے عہدے پر فائز تھے۔وہ خلیفہ رحمت اللہ قریشی صاحب کے توسط سے حضور قبلہ سجن سائیں مدظلہ العالی کی صحبت میں آئے۔سائیں رحمت اللہ صاحب بتاتے ہیں کہ جب وہ آئے تو پہلا سوال انہوں یہ کیا کہ سائیں میں نیوی میں پائلٹ ہوں۔تو یہ جو فقیروں کو ذکر کرنے سے جذبہ ہو جاتا ہے تو اگر میں نے یہ ذکر سیکھا اور جہاز اڑاتے ہوئے مجھے جذبہ ہو گیا تو پھر کیا ہو گا۔سائیں رحمت اللہ صاحب کہتے ہیں کہ میں نے ہنستے ہوئے انہیں کہا کہ بھائی اللہ والے ہر کسی کا حال جانتے ہیں اور وہ ہر کسی کو اس کے حساب سے فیض دیتے ہیں لہٰذا اس چیز کی آپ فکر نہ کریں۔اس کے بعد جناب احمد شہر یار صاحب نے بیعت کی اور تصوف کے میدان میں اتنی ترقی کی کہ حضرت خواجہ سجن سائیں مدظلہ العالی نے آپ کو خلافت سے نوازا۔سر پر دستار اور چہرے پر باغ محمدی کی سجاوٹ نے تو ان کی خوبصورتی کو چار چاند لگا دیے تھے۔قضائے الٰہی سے یہ نوجوان اپنے ٹرینی احباب کے ساتھ ایک جہاز میں سفر کر رہے تھے تو اچانک جہاز کسی فنی خرابی کی وجہ سے حادثے کا شکار ہو گیا اور گہرے سمندر میں جا گرا۔اس اہل ذکر فقیر کی نعش مبارک چار ماہ تک سمندر کے گہرے پانی میں رہی۔جب غوطہ خوروں نے پانی سے باہر نکالا تو اتنے عرصے کے بعد بھی نعش مبارک صحیح و سلامت تھی۔پانی کے جانوروں نے آپ کے جسم کو کوئی نقصان بھی نہ پہنچایا۔اخبار جنگ میں بڑی ہیڈنگ کے ساتھ اس مرد مجاہد کی

نمازِ جنازہ کی خبر شائع ہوئی۔ کارساز میں ہزاروں لوگوں نے آپ کے جنازہ میں شرکت، جس میں حضرت صاحب کی جماعت کے بھی کئی غلام موجود تھے، جنہوں نے اپنے محسن دوست کا آخری دیدار کرنے کا شرف حاصل کیا۔

وصال کے بعد جسم پر لفظِ اللہ جل شانہ اور محمد صلّی اللہ علیہ وسلم کا نقش

فقیر بابر علی میمن طاہری رحمۃ اللہ علیہ جو کہ پچیس سال کی عمر میں وصال کر گئے، جن کی تعلیم ایل ایل بی تھی۔ نوابشاہ کے علائقے میں سکونت پذیر تھے۔ بچپن سے ہی نیک خصلت اور اہل اللہ سے محبت رکھنے والے تھے ۔ مولانا خلیفہ عبدالجبار صاحب تنیو کی رفاقت میں حضرت قبلہ سجن سائیں مدظلہ العالی کی صحبت بابرکت میں اللہ آباد شریف (کنڈیارو) پہنچے، بیعت کی اور قلبی ذکر کا وظیفہ حاصل کیا۔ اس کے بعد سن 2004 کے رمضان المبارک میں اعتکاف میں بیٹھے۔ اعتکاف کے بعد آپ گھر گئے اور حضرت خواجہ سجن سائیں کے ساتھ تعلق اور محبت میں اور بھی اضافہ ہوتا رہا۔ آپ کے والد صاحب علی نواز میمن (جو کہ جو ہی ضلع دادو میں جج ہیں) بتاتے ہیں کہ ذکر قلبی اور حضرت صاحب کی نگاہ کرم کا یہ اثر ہوا کہ آپ کو خواب میں حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف بھی حاصل ہوا۔ ایک رات اچانک ان کو بہت شدید تکلیف محسوس ہوئی۔ والد صاحب نے ڈاکٹر حضرات سے جب مشورہ کیا تو انہوں نے بتایا کہ ہمیں کوئی مرض معلوم نہیں ہو رہا۔ آخر نصف شب کو اللہ اللہ پکارتے ہوئے ان کا وصال ہو گیا۔ حضور قبلہ عالم کے خلیفہ محترم فتح الدین (بیدار مورائی) صاحب بتاتے ہیں کہ میں حیدرآباد میں تھا کہ اس بات کی خبر ملی۔ خبر ملتے ہی میں صبح کے وقت اپنے فرزند محمد مسعود احمد سومرو کے ساتھ نوابشاہ پہنچا۔

مولانا عبدالجبار صاحب تنیو اس وقت غسل دلانے کی تیاری کر رہے تھے۔ جیسے ہی مرحوم کی قمیص اتاری تو کیا دیکھا سبحان اللہ ! بائیں جانب قلب کے اوپر پان کے پتے کی طرح نقش بنا ہوا تھا، جس میں اسم ''اللہ'' صاف نظر آ رہا تھا اور دائیں جانب اسم ''محمد'' صلّی اللہ علیہ وسلم منقوش تھا۔ غسل دینے سے پہلے ہی مولانا صاحب نے مجھے بلوایا، میں اور میرا فرزند، فقیر مرحوم کے والد اور دوسرے قریبی رشتہ دار مرحوم کے قریب پہنچے ۔ میں مرحوم کے سر کی جانب سے یہ پورا منظر دیکھتا رہا۔ الفاظ زردی مائل رنگ کے نظر آ رہے تھے۔ اس کے بعد وہاں پر موجود تمام لوگوں نے اس منظر کو دیکھا اور یہ خبر پورے نوابشاہ میں پھیل گئی اور یہ منظر دیکھنے کے لیے ہائی اسکولز اور کالجز کے طلبہ اور اساتذہ، ڈاکٹرز حضرات اور صحافیوں کے علاوہ شہر کے کئی لوگ شریک ہوئے۔

نمازِ جنازہ کے بعد مرحوم کا کفن کھول کر آئے ہوئے لوگوں کو بھی ان تحریر شدہ الفاظ کی زیارت کرائی گیز۔ میں نے دیکھا کہ غسل کے وقت سے بھی نمازِ جنازہ کے بعد ان الفاظ کی روشنی مزید تیز ہوگئی تھی۔ اکثر اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی۔ یاد رہے کہ اس نوجوان کو اتنی بڑی مہربانی صرف ڈیڑھ برس حضرت قبلہ سجن سائیں مدظلہ العالی کی صحبت بابرکت سے حاصل ہوئی۔

گیارہ دن کی زندگی

برانچ میراں ناکہ لیاری کے کراچی کے فقیر ممتاز علی طاہری نے حضور قبلہ عالم مدظلہ العالی کی کرامت بتائی کہ 1997ء میں میرے والد مرحوم عبدالرحمٰن صاحب کی طبیعت کافی خراب ہوگئی تھی اور وہ کومہ میں چلے گئے۔ ان کو کراچی نیشنل ہاسپٹل میں داخل کرایا گیا۔ تین دن سے کوئی فرق نہیں آیا، وہ مسلسل بے ہوش رہے، ڈاکٹر بھی مایوس ہوگئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ دونوں گردے بھی ختم ہیں اور جگر بھی ختم ہے، اس کے ساتھ ساتھ ٹی بی کی وجہ سے پھیپھڑے بھی ختم ہوگئے ہیں۔ لہٰذا اب انہیں صرف دعا کی ضرورت ہے۔ عاجز بہت پریشان اور نا امیدی والی کیفیت میں انہیں سول ہسپتال کراچی لے آیا۔ وہاں ڈاکٹروں کی ہدایت کے مطابق گردہ وارڈ (SUIT) میں داخل کرایا۔ تین دن تک کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ چوتھے روز اچانک اس عاجز کو اپنے مرشد سجن سائیں کی یاد آئی۔ دل ہی دل میں اپنے آپ کو کہا کہ ممتاز تیری تو ایسے کامل جوان سے نسبت ہے اور پھر بھی تو پریشان ہوتا ہے۔ اس روز ٹیسٹوں کی رپورٹس آنے والی تھیں۔ دو کی رپورٹ آگئی جبکہ ایک رپورٹ آغا خان ہسپتال سے آنے والی تھی۔ جب مجھے مرشد کی یاد آئی تو میں نے اپنے چچا جمعہ (مرحوم جو اکثر مجھے کہتا تھا کہ جب بھی سجن سائیں کا جلسہ ہوتا ہے تم اپنے سارے کام کاج چھوڑ کر بھاگ جاتے ہو آخر تو نے وہاں کیا دیکھا ہے؟) سے میں نے مکمل یقین سے کہا کہ میں لاوارث نہیں ہوں، میرا مرشد کامل ہے، دیکھنا چچا کہ میں اپنے والد کو بالکل ٹھیک ٹھاک پاؤں پر چلاتا ہوا گھر لے جاؤں گا۔ چچا نے ہنستے ہوئے کہا کہ دیکھیں گے۔ میں مراقبہ میں بیٹھ گیا ذکر کی طرف توجہ کی اور تصور میں دربار اللہ آباد شریف کو لایا پھر تصور کیا کہ حضور قبلہ عالم اپنے حجرے مبارک سے باہر تشریف لائے ہیں، اس عاجز نے دست بستہ والد صاحب کی حالت بتائی اور دعا کے لیے عرض کی۔ حضور قبلہ عالم کے ہاتھ مبارک اٹھانے کی دیر تھی کہ اچانک ڈاکٹر کی آواز آئی کہ عبدالرحمٰن کے ساتھ کون ہے۔ اس عاجز نے مراقبہ سے سر اٹھایا اور کہا کہ میں ہوں۔ ڈاکٹر نے کہا کہ آغا خان سے رپورٹ آئی ہے اور اس میں کچھ بہتری ہے۔ اللہ کرم فرمائے گا۔ یہ سن کر میرے چچا حیران رہ گئے۔ وہیں کہنے لگے کہ واقعی تمہارا مرشد کامل ہے۔ بعد میں والد صاحب کو جگر کے وارڈ میں داخل کیا گیا۔ وہاں ہوش میں آئے۔ کچھ صحت بہتر ہوئی۔ آہستہ آہستہ اپنے پاؤں پر چلنے لگے۔ کچھ دنوں میں چھٹی ہوگئی۔ عاجز والد صاحب کو گھر لے آیا۔ ڈاکٹر کی ہدایت کے مطابق پرہیزی غذا دیتے رہے جس سے تنگ آکر ایک دن والد صاحب نے کھانے سے انکار کر دیا۔ جس پر مجھے تھوڑا سا غصہ آگیا اور تلخ لہجے میں کہا کہ اتنی بڑی مشکل کے بعد تو اللہ نے شفاء دی، کتنی راتیں ہسپتال میں جاگ کر گذاریں، اتنے پیسے خرچ ہوئے اور آپ ہیں کہ اپنی جان کے دشمن بنے ہوئے ہیں۔ والد صاحب کہنے لگے کہ بیٹا مجھ سے اس

طرح بات نہ کرو بلکہ محبت سے بات کرو کیونکہ میں چند روز کا مہمان ہوں۔ یہ سن کر میں حیران ہوا۔ مجھے یقین نہیں آیا۔ میں نے کہا کہ ابا جان پہلے کی سی اب حالت تو نہیں رہی اور اب تو اللہ نے آپ کو صحت بھی دے دی ہے۔ آپ کیوں مایوسی والی باتیں کرتے ہو۔ جواب میں والد صاحب نے جو الفاظ فرمائے وہ آج بھی میرے دل و دماغ پر نقش ہیں۔

والد صاحب نے کہا کہ تمہارے مرشد نے اللہ تعالی کے حضور عرض کر کے مجھے گیارہ دن کی زندگی مزید لے کر دی ہے۔ (یاد رہے کہ والد صاحب نے کبھی بھی حضور سجن سائیں کی زیارت نہیں کی تھی البتہ حضور سوہنا سائیں کی زیارت ضرور کی تھی اور ذکر قلبی لیا تھا) یہ بات سن کر میں مزید حیران ہوا اور کہا کہ ابا آپ نے تو کبھی زیارت نہیں کی؟ کہا کہ تمہارے مرشد میرے پاس آئے تھے میں نے ان کی زیارت کی ہے اب صرف اتنی تمنا ہے کہ مجھے ان کے پاس لے چلو۔ میں نے کہا کہ انشاءاللہ ایک دو روز میں جیسے ہی تنخواہ ملے گی چلیں گے۔ لیکن تنخواہ لیٹ ہونے کی وجہ سے میں انہیں دربار پر نہیں لے جاسکا۔ ہوش میں آنے کے ٹھیک گیارہ دن بعد والد صاحب خالقِ حقیقی سے جاملے۔ مرشد کریم کی توجہ کے صدقے کچھ عرصہ بعد میں نے ان کو خواب میں دیکھا۔ پوچھا کہ ابا جان آپ کا کیا حال ہے؟ تو خواب میں والد صاحب نے بتایا کہ بیٹا اللہ تعالی کی بڑی عنایتیں مہربانیاں ہیں، میں یہاں بڑا خوش ہوں صرف تمہاری وجہ سے۔ صبح اٹھ کر میں نے سوچا کہ نہ تو میں نے ایصال ثواب کی محفلیں سجائیں، نہ دیگیں خیرات کیں۔ ہاں اگر مہربانیاں ہیں تو یقینا میرے مرشد کریم کی وجہ سے ہیں جن کی صحبت میں بار بار جاتا رہتا ہوں اور لنگر کا کام کرتا ہوں اور جب مرشد مربی اللہ تعالی کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھاتے ہیں تو ان کے ساتھ ہاتھ اٹھاتا ہوں یہ سب ان کی نظر عنایت کا صدقہ ہے۔

ساؤتھ افریقہ سے ایک اہل محبت کا خط

بخدمت جناب قطب الارشاد حضرت مرشدنا و سیدنا و وسیلتنا فی الدارین سید السالکین امام المحققین حضرت خواجہ محبوب سجن سائیں مدظلہ العالی

السلام علیکم و رحمۃاللہ و برکاتہ

ہزار ہا قدم بوسی نیاز مندی و ادائی آداب حضور میں ناکس ناچیز آپ کا بے حد مشکور اور دعا گو ہوں کہ آپ نے مجھ جیسے نااہل گنہگاروں کو گلے سے لگایا۔ حضور میں ابھی تک آپ کی صحبت سے محروم ہوں کیونکہ یہاں ساؤتھ افریکہ آکر اللہ جل شانہ نے ہدایت بخشی۔

یہاں پر آپ کا ایک مرید ملا اس سے آپ کا ذکر ہوتا رہتا تھا۔ ایک دن بیعت کرنے کو بہت دل چاہا۔ سوچا پہلے استخارہ کرلوں۔ حضور جب میں نے استخارہ کیا تو خواب میں میرے نانا حضرت پیر ولی داد رحمۃاللہ علیہ ملے اور میرا ہاتھ پکڑ کر ایک مہندی رنگ داڑھی والے بزرگ سے ملے۔ پھر آگے گئے ایک اور بزرگ سے ملے۔ پھر تھوڑا آگے جاکر فرمایا تمہیں پتہ ہے یہ کون تھے؟ میں نے عرض کیا کہ میں نہیں جانتا۔ آپ نے فرمایا کہ ایک کا نام پیر

عبدالغفار رحمۃاللہ علیہ المعروف پیر مٹھا اور ایک کا نام پیر اللہ بخش المعروف سوہنا سائیں رحمۃاللہ علیہ ہے۔ اور تم ان کے جانشین کی بیعت کرو پھر مجھے سوہنا سائیں رحمۃاللہ علیہ نے ذکر کا طریقہ بتایا۔ جب میرے نانا حضرت پیر ولی داد رحمۃاللہ علیہ حیات تھے تو آپ اپنے مریدوں سے فرماتے تھے کہ تم سب لوگ ہمارے مرید ہو اور میری بیعت کیے ہوئے ہو مگر اس کی (میری) بیعت ہم نہ کریں گے بلکہ سلسلہ نقشبندیہ میں ہو گی۔ حضور میں پاکستان میں بہت تلاش کرتا پھرتا تھا لیکن مجھے کہیں بھی وہ شخصیت نہیں ملی جس کی میرے نانا رحمۃاللہ علیہ نے نشاندہی کی تھی۔ مگر زہے نصیب کہ مجھے آپ کا دامن ملا اور آپ کی بیعت کرنے کو کہا گیا۔ حضور یہ گنہگار ناچیز آپ کی قدم بوسی کے لیے تڑپ رہا ہے۔ آپ پر اولیاء کرام کی ارواح بہت مہربان ہیں۔ رمضان المبارک میں دوران اعتکاف مجھے حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃاللہ علیہ ملے اور آپ کی بیعت کرنے کو کہا اور فرمایا یہ (یعنی سجن سائیں) سالار نقشبند ہیں اور ہم ان سے خوش ہیں۔ اسی طرح حضرت بابا سماسی رحمۃاللہ علیہ بھی ملے اور کہا کہ سجن سائیں پر ہماری نگاہیں ہیں اور ہم ان کے معاون و مددگار ہیں۔ اسی طرح حضرت بایزید بسطامی رحمۃاللہ علیہ اور بہت سے اولیاء کرام کی ارواح نے آپ کی حمایت کی اور حضور سوہنا سائیں مجھے ہر مہینے ایک بار خواب میں ملتے ہیں۔ حضور اس کمینے کے سینے میں ہزاروں باتیں ہیں مگر طوالت نہیں چاہتا کہیں بے ادبی نہ ہو جائے۔ حضور یہ عاجز آپ کی زیارت کے لیے بے چین ہے۔ حضور کرم فرمایئے یہ ناچیز آپ کو پریشان نہیں کرے گا بلکہ آپ کے گاؤں کے کتوں کے ساتھ خاموشی سے بیٹھا رہے گا اور کیا لکھوں بس۔ باقی حضور یہاں کے حالات مختصراً اس طرح ہیں کہ ہر ٹاؤن شہر میں مراقبہ ہوتا ہے فجر اور عشاء کے بعد۔ اس کے علاوہ مسواک، داڑھی، عمامہ شریف تمام فقیر باندھتے ہیں اور یہاں کے غیر مسلم اس بات کا کافی اثر لیتے ہیں اور حضور یہاں افریقہ میں رہنے سے پتہ چلتا ہے کہ یہاں کے لوگ آج سے اسی یا سو برس پہلے مسلمان تھے کیونکہ یہاں کی تقریباً پچاس، ساٹھ فی صد غیر مسلم عورتیں سر پر ابھی بھی اسکارف باندھتی ہیں اور یہاں کے عمر رسیدہ لوگوں سے اگر اسلام کے متعلق پوچھا جائے تو خوش ہو کر کہتے ہیں کہ ہمارے بزرگ تمہاری طرح سر پر کپڑا باندھتے اور منہ پر بال یعنی داڑھی بھی رکھتے تھے۔ لیکن حضور دین سے دوری اور تبلیغ نہ ہونے کی وجہ سے کوئی عیسائی بن گیا کوئی بے دین۔ لیکن حضور کی دعاؤں سے کافی غیر مسلم مسلمان ہو رہے ہیں اور حضور آپ کے طفیل اس گنہگار کے ہاتھوں اب تک 25 غیر مسلم مسلمان ہو چکے ہیں۔ یہ عاجز بے کار تو کسی قابل نہیں اور ان تمام نو مسلم کو مدرسے لے جایا جاتا ہے اور کافی تعلیم ہوتی ہے۔ اور ان کے تمام اخراجات مثلاً ٹیکسی کا کرایہ وغیرہ بھی خود ادا کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ حضور یہاں کے تبلیغی احوال اس طرح ہیں کہ ہر 2 یا 3 دن بعد یہ عاجز تین چار فقیروں کو لے کر کسی نئے شہر میں تبلیغ کے لیے جاتا ہے اور ان کو بڑے جلسے میں آنے کی دعوت دی جاتی ہے اور حضور آپ کی نگاہ اور اللہ جل شانہ کے فضل سے پہلے تو 5 یا 6 فقیروں کا اجتماع ہوتا تھا مگر اب ماشاءاللہ پچھلے جلسے میں 70 سے زیادہ فقیر آئے تھے اور اس طرح ہر 15 دن بعد جلسہ کیا جاتا ہے جس میں حمد و نعت و منقبت کے بعد مراقبہ کیا جاتا ہے اور بہت سے فقیروں کو جذبہ ہو جاتا ہے۔ پچھلے دنوں بھائی فاروق امان جو سیلز مینیجر ہیں الاصلاح انٹرنیشنل کے ان سے فون پر رابطہ کر کے آپ کے بیان اور مراقبہ کی سی ڈیز اور اس کے علاوہ عرس مبارک کی سی ڈی کے پانچ پانچ سیٹ منگوائے۔ اور جہاں بھی تبلیغ کے لیے جاتے ہیں وہاں ایک سی ڈی دے آتے ہیں جن کا کافی اچھا رزلٹ نکلا ہے۔ حضور قبلہ عالم کی توجہ عالم عالیہ ہمارے شامل حال رہی تو انشاءاللہ ان جملہ کاوشوں میں مزید اضافہ ہو گا۔

(آپکا غلام لاشیء فقیر محمد کامران۔۔ساؤتھ افریقہ)

خواب یا حقیقت

مورو شہر کی مشہور شخصیت محترم بیدار مورائی صاحب بیان کرتے ہیں مورو شہر کے رہائشی محترم ممتاز پیرزادہ صاحب جو واپڈا میں لائن سپریڈنٹ اور میرے شاگرد ہیں انہوں نے بتایا کہ میں رات کو سو رہا تھا کہ مجھے خواب میں حضور سجن سائیں کی زیارت ہوئی۔آپ نے فرمایا ممتاز صاحب ہماری زمین والی بجلی خراب ہو گئی ہے آپ بنا کر دیں تا کہ ٹیوب ویل چل سکے۔میں صبح اٹھا اور بجلی کا سامان گاڑی میں رکھ کر درگاہ اللہ آباد کی طرف روانہ ہوا۔میرا پروگرام تھا کہ براستہ بھریا کنڈیارو جاؤں لیکن نوشہرو فیروز پہنچنے پر ارادہ تبدیل ہو گیا اور میں ٹھارو شاہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ٹھارو شاہ پہنچنے پر میں نے دیکھا کہ میرا دوست فقیر غلام قادر بڑدی جو واپڈا میں ملازم ہے روڈ پر انتظار میں کھڑا ہے۔میں نے گاڑی روکی وہ سوار ہوا اور مسکراتے ہوئے کہنے لگا ممتاز صاحب رات میں نے عجیب خواب دیکھا ہے۔حضور سجن سائیں کی زیارت نصیب ہوئی آپ نے کہا کہ فقیر غلام قادر ممتاز صاحب سامان لے کر آرہے ہیں آپ روڈ پر انتظار کریں اور ان کے ساتھ زمین پر پہنچیں کیونکہ انہوں نے زمین نہیں دیکھی ہوئی۔اس پر ممتاز نے بھی رات کا خواب بتایا۔جب یہ دوست درگاہ پر پہنچے تو معلوم ہوا کہ حضور تبلیغ کے سلسلے میں دبئی تشریف لے گئے ہیں بعد میں ہم زمین پر گئے اور بجلی درست کی۔

محبوب سجن سائیں دبئی میں ہیں،ممتاز صاحب مورو شہر میں سو رہے ہیں اور فقیر غلام قادر خواب میں پیغام سن کر روڈ پر انتظار کر رہے ہیں۔یہ اللہ والے ہیں جو سوئے ہوئے لوگوں سے کام لے رہے ہیں۔

کینسر جیسے موذی مرض سے نجات

جب انسان دنیاوی اسباب سے مایوس ہو جاتا ہے تو پھر دعا کا سہارا ڈھونڈتا ہے۔جہاں دوا اپنا اثر ختم کر دیتی ہے وہاں دعا ہی ایک مسلم کا سہارا ہوتی ہے۔پھر اگر دعا کے ساتھ کسی ایسی شخصیت کے ہاتھ اٹھ جائیں جو اللہ رب العزت کی بارگاہ میں مقبولیت کا درجہ رکھتی ہو تو ایسے ہاتھوں کو اللہ تعالیٰ کبھی خالی نہیں لوٹاتے بلکہ اپنی رحمتوں کے دروازے کھول دیتے ہیں۔ایسا ہی واقعہ نوشہرو فیروز کے محمد عمر راجپر کے ساتھ پیش آیا۔بتاتے ہیں کہ عرصہ دراز سے ان کی زوجہ محترمہ کو مثانہ میں شدید تکلیف تھی۔درد اتنی شدت سے ہوتا تھا کہ ہم سب بے بس ہو جاتے تھے۔جب ڈاکٹر حضرات سے چیک اپ کروایا تو انہوں نے بتایا کہ آپ کی بیوی کو مثانہ میں کینسر ہے اور چار آپریشن ہوں گے۔جب پہلا آپریشن ہوا تو ڈاکٹروں نے کہا کہ اس مریضہ کے بچنے کے چانسز کم ہیں اور کہا کہ دو ماہ کے اندر یہ مریضہ اللہ کو پیاری ہو جائے گی۔

ہم غریبوں کا اپنے محبوب کے علاوہ اور کونسا سہارا ہو گا۔ میں سخت گرمی کے موسم میں دوپہر کے وقت دربار عالیہ پر حاضر ہوا۔ نماز ظہر حضور قبلہ عالم کے اقتداء میں ادا کی۔ جب نماز کے بعد حضور قبلہ عالم نے اپنا چہرہ مبارک لوگوں کی طرف کیا تو میں اضطراب کی کیفیت میں حضور قبلہ عالم کے قدموں میں گر گیا اور روتے ہوئے عرض کیا حضور بیوی کو مثانہ میں کینسر ہے ڈاکٹر حضرات نے دو ماہ کا ٹارگٹ دیا ہے کہ دو ماہ کے اندر تمہاری بیوی اللہ کو پیاری ہو جائے گی۔ حضور غریب آدمی ہوں علاج کروانے سے بھی قاصر ہوں حضور نظر کرم فرمائیں۔ میری اس کیفیت کو دیکھ کر حضور قبلہ عالم کو جلال آگیا جس کا نقشہ آج بھی میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ جب حضور قبلہ عالم نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے خزانوں کو کھول دیا۔ میرا دل مطمئن و مسرور تھا کہ آج میرا کام ہو گیا۔ جب حضور قبلہ عالم حویلی میں تشریف لے گئے۔ تو مولانا مشتاق شر صاحب نے فرمایا کہ فقیر زندگی موت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور ہر ذی روح کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے لیکن آج جس انداز سے حضور قبلہ عالم نے دعا فرمائی ہے مجھے یقین ہے کہ آپ کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ یہ دن گذرنا تھا کہ میری بیوی صحت یاب ہونا شروع ہو گئی۔ جب چیک اپ کے لیے سول ہاسپٹل لے کر گیا تو ڈاکٹر حضرات حیران تھے کہ جس مریضہ کو ہم دو ماہ کا ٹارگٹ دے چکے تھے وہ تین سال تک زندہ ہے اور کینسر کا نام و نشان تک نہیں ہے۔ یہ سب میرے مرشد کی عنایت ہے یہ انکی نگاہ عنایت کا صدقہ ہے مجھے قوی امید ہے کہ جس طرح اس دنیا میں ہمیں نوازا ہے آخرت میں بھی ہمیں نہیں بھلائیں گے۔

آنکھوں کا نور واپس

سید شاہنواز احمد شاہ صاحب ننکانہ صاحب سے بتاتے ہیں کہ انکے بھائی سید مظہر حسین شاہ کی نظر جادو یا کسی اور وجہ سے بالکل بند ہو گئی۔ پانچ چھ دن آنکھوں سے نظر آنا بالکل بند ہو گیا۔ میرے بھائی سید قمر عباس نے حضور قبلہ عالم سے ٹیلی فون پر رابطہ کیا ، حضور قبلہ عالم پنجاب کے تبلیغی دورہ پر تھے۔ جب حضور قبلہ عالم کو یہ صورت حال عرض کی گئی تو حضور قبلہ عالم محبوب سجن سائیں مدظلہ العالی نے فرمایا قمر عباس صاحب آپ کے بھائی مظہر حسین صاحب انشاءاللہ بالکل ٹھیک ہو جائیں گے۔ شاہنواز شاہ صاحب بتاتے ہیں کہ مغرب کے وقت حضور قبلہ عالم نے دعا فرمائی تو میرے بھائی کی نظر واپس آنا شروع ہو گئی۔ مرشد کامل کی عنایت و مہربانی سے عشاء نماز تک میرے بھائی کی نظر بالکل ٹھیک ہو گئی۔ آپ بتاتے ہیں کہ یہ تو ایک واقعہ ہے بلکہ ہماری پوری زندگی ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے کہ جب بھی مشکل حالات میں مرشد کامل کو پکارا تو اللہ تعالیٰ نے تمام مشکلات کو مرشد کے توسل سے حل کر دیا بلکہ میرے مرشد کامل کی سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ ہمارے دلوں کو نور ایمان سے منور فرما کر اللہ تعالیٰ کی معرفت عطا کی۔

دیدار محبوب مصطفی صلّی اللہ علیہ وسلم

سنا ہے آپ ہر عاشق کے گھر تشریف لاتے ہیں
میرے گھر میں بھی ہو جائے چراغاں یا رسول اللہ

کسی خوش بخت کی قسمت جگانے آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) جب جائیں
تو جاتے جاتے رک جائیں کچھ لمحہ میرے گھر یا رسول اللہ

خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کو محبوب خدا کی زیارت ہوتی ہے۔ کائنات کا ذرہ ذرہ اس محبوب کے قدموں پر نچھاور کر دیں جن کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے صحابہ کرام تڑپتے تھے، جن کی پیاری اداؤں نے لاکھوں لوگوں کو اپنا گرویدہ بنالیا۔

ہر کوئی فدا ہے بن دیکھے دیدار کا عالم کیا ہو گا

قربان جائیں ایسے لوگوں پر جو آج بھی محبوب کے جلوؤں کے ہر وقت نظارے کرتے ہیں اور فنافی الرسول کے مقام پر فائز ہیں جب ایسے برگزیدہ لوگوں کی صحبت آدمی اختیار کرتا ہے تو ان برگزیدہ عاشق رسول شخصیات کے توسل سے وہ آدمی بھی پیارے پیغمبر محمد صلّی اللہ علیہ وسلم کے جلوؤں کا نظارہ کرتا ہے۔

ایسے ہی ایک شخص محمد امین مسور جو بیلہ سے درگاہ اللہ آباد شریف حضور قبلہ عالم محبوب سجن سائیں کی خدمت عالیہ میں حاضر خدمت ہوئے۔ فجر نماز ادا کرنے کے بعد جب محفل ذکر ہوئی مراقبہ ہوا تو محمد امین صاحب بتاتے ہیں کہ میں نے اپنے مرشد کامل محبوب سجن سائیں کی زیارت کرتے کرتے جب مراقبہ شروع کیا تو میری قسمت کا ستارہ چمک اٹھا۔ مجھے آقائے دو عالم محبوب صلّی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ میں نے دیکھا کہ جیسے ہی حضور قبلہ عالم محبوب سجن سائیں مدظلہ العالی نے مراقبہ کرنے کے لیے اپنے چہرہ پر کپڑا مبارک اوڑھا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے اور حضور قبلہ عالم کے ساتھ تشریف فرما ہوئے۔ محبوب مصطفی صلّی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور مجھ جیسا ادنیٰ غلام گنہگار میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور میرے اوپر جذب کی کیفیت طاری ہو گئی۔ میں اپنی قسمت پر نازاں تھا کہ کہاں مجھ جیسا گنہگار اور کہاں فخر دوجہاں صلّی اللہ علیہ وسلم۔ یہ میرے مرشد کامل کا صدقہ انکی نظر عنایت ہے کہ مجھ جیسے گنہگار کو اتنی عظیم دولت سے مالا مال فرمایا۔ مجھے امید ہے کہ جس طرح اس دنیا میں اہل اللہ کا قرب نصیب ہوا ہے قیامت میں بھی جب پکار ہو گی کہ ہر کوئی اپنے امام کے ساتھ آئے تو ہمارے امام سجن سائیں ہوں گے انشاءاللہ ہم انہیں کے جھنڈے تلے اولیائے نقشبند کے سائے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور میں حاضر ہوں گے۔ انشاءاللہ جیسے اس دنیا میں سرخرو ہوئے ہیں قیامت کے دن بھی ایسے ہی سرخرو ہوں گے۔

جنت کے محلات کا نظارہ

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اولیائے کاملین کی خانقاہیں روئے زمین پر جنت کا ٹکڑا ہوتی ہیں۔ جب اہل ذکر کی محافل جنت کے باغیچوں سے ایک باغ ہے تو ان کا مسکن بھی جنت کا ٹکڑا ہوتا ہے۔ جہاں پہنچ کر امیر غریب چھوٹے بڑے کا فرق ختم ہو جاتا ہے اللہ تعالٰی کی جمیع مخلوق ایک رنگ میں رنگی ہوئی نظر آتی ہے۔ اہل اللہ کی خانقاہوں پر سادگی کا بھی عجیب رنگ، عجیب حسن ہوتا ہے۔ اس حسن کو وہی سمجھ سکتا ہے جس کو اللہ تعالٰی شعور عطا کریں۔

فقیر غلام عباس طاہری لاہور سے بیان کرتے ہیں کہ جب میں دربار عالیہ حاضر ہوا اور جامعہ عربیہ غفاریہ جس کی بنیاد حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ نے رکھی تھی جب میں نے جامعہ کی کلاس رومز کی خستہ حالی کو دیکھا تو میرے دل میں وسوسات آنے لگے، فقراء کو دیکھا تو وہ زمیں پر استراحت فرمارہے ہیں۔ اگر کسی کو تکیہ نہیں ملا تو وہ اینٹ کا سرہانہ بنائے ہوئے بڑی سکون کی نیند سویا ہوا ہے۔ میں انہیں سوچوں میں گم تھا کہ فقراء کو سونے کی اور طلباء کو رہنے کی بہتر سہولت بھی میسر نہیں اور میری آنکھ لگ گئی کیا دیکھتا ہوں کہ ایک وسیع و عریض باغ ہے جس میں ایک بہت بڑا ہال ہے۔ جو خوشبو سے معطر ہے۔ سامنے دیوار پر بہت بڑی اسکرین ہے جس پر حضور قبلہ عالم محبوب سجن سائیں کا اسم مبارک لکھا ہوا ہے اور کوئی صدا دینے والا کہہ رہا ہے یہ جنت کا وہ محل ہے جو حضور سجن سائیں کے غلاموں کے لیے خاص ہے۔ مجھے آواز آتی ہے آپ بھی اس میں داخل ہو جاؤ جب اندر داخل ہوتا ہوں تو کیا دیکھتا ہوں کہ اسی طرح جیسے فقراء دربار عالیہ پر سوئے ہوئے تھے مجھے نظر آئے۔ جب میری آنکھ کھلی تو وہ تمام خیالات میرے ذہن سے محو ہو چکے تھے اور مجھے دربار عالیہ کے ذرہ ذرہ سے نور ٹپکتا ہوا نظر آرہا تھا۔ میں سمجھ گیا کہ واقعی اولیاء اللہ کا مسکن انکی محافل اور انکی خانقاہیں جنت کے باغیچوں سے ایک باغ ہوتی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت مرشد کامل کا سایہ ہم پر ہمیشہ قائم و دائم رکھے انکی خانقاہوں کو، ان کے مدارس کو، انکے خلفاء اور علماء فقراء سب کو اللہ تعالٰی خوش و خرم رکھے۔ آمین

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی

فقیر عبدالستار طاہری ملتان سے بیاں کرتے ہیں کہ 23 برس پرانی بات ہے۔ یہ عاجز کراچی کی ایک میڈیسن کمپنی میں ملازم تھا ایک دن مسجد میں مغرب کی نماز پڑھنے گیا۔ وہاں پر ایک عالم دین ''سجن سائیں'' کا تعارف کروا رہا تھا کہ میرے حضرت صاحب جہاں رہتے ہیں وہاں 100 گھر آباد ہیں۔ جہاں مکمل شریعت نافذ ہے۔ ہر شخص باشرع، صوم و صلوٰۃ کا پابند، عورتیں مکمل باپردہ اور میرے حضرت قلب پر انگلی لگاتے ہیں۔۔۔ بندہ زانی

ہو۔۔۔شرابی ہو۔۔۔دنیا کے عیب کیوں نہ اس کے اندر ہوں انگلی مبارک لگنے سے تمام برائیاں ختم ہو جاتی ہیں۔انسان پانچ وقت کا نمازی ہی نہیں بلکہ تہجد گذار بن جاتا ہے اور ابھی چند دنوں کے بعد عرس مبارک ہے آپ لوگ خود جا کر یہ ماحول دیکھیں۔اس عالم دین کا نام ''مولانا غلام نبی صاحب'' تھا اور ماشاءاللہ اب بھی کراچی میں ہی موجود ہیں۔ہمیں چونکہ دفتر سے ہفتہ اور اتوار چھٹی ہوتی تھی میں نے سوچا ایسا تو ہو نہیں سکتا مگر آزمانے میں کیا حرج ہے؟ میں نے بھی دوسرے لوگوں کی طرح نام لکھوا دیا۔اس طرح یہ عاجز پہلی دفعہ کنڈیارو اللہ آباد شریف حاضر ہوا۔اس سال حضور سوہنا سائیں رحمۃاللہ علیہ کا پہلا عرس تھا۔دوسرے لوگوں کی طرح میں نے بھی سجن سائیں سے ذکر لیا دو دن رہا اور کراچی واپس آگیا۔پھر میرا تبادلہ 1985ء میں ملتان شریف میں ہو گیا اور یہ عاجز پچھلے 21 برس سے ملتان میں ہے یہاں آکر میں بڑا پریشان ہوا۔مجھ سے ایک ''سالانہ عرس'' بھی MISS ہو گیا وہ اس لیے کہ ملتان میں مجھے کوئی فقیر نہ ملا۔پھر ایک سال بعد کراچی گیا، غلام نبی صاحب سے ملا۔انہوں نے مجھے دو ADDRESS دیے کہ یہ سجن سائیں کے بڑے محبت والے فقیر ہیں۔ایک کا نام سیف الرحمٰن دوسرے کا نام عبدالغفور ہے۔میں نے ملتان آکر سیف الرحمن سے رابطہ کیا پھر اس دن سے لیکر آج تک مجھ سے کوئی عرس MISS نہیں ہوا۔میں ان لوگوں کے ساتھ مل گیا۔یہ لوگ بھی بہت ہی محبت والے ہیں ان لوگوں کے ساتھ میں تقریباً سات سال متواتر عرس پر جاتا رہا مگر جو باتیں اللہ آباد میں آکر لوگوں سے سنتے اور پھر اپنے اوپر غور کرتے تو الٹ محسوس ہوتا۔وہ لوگ کہتے ہیں کہ سجن سائیں کا مرید ہونے کے بعد آدمی پانچ وقت کا نمازی، تہجد گذار اور داڑھی مبارک کا پابند ہو جاتا ہے مگر جب میں اپنا جائزہ لیتا تو بلکل الٹ ہوتا۔

اب یہ عاجز اس بات کی طرف آنے لگا ہے جہاں سے میری زندگی کا رخ بدلتا ہے۔میں چونکہ برطانیہ کی ایک میڈیسن کمپنی میں کام کرتا ہوں جس کا موجودہ نام GSK(GLAXO SMITH KLINE) ہے۔اکثر آفس کی آڈٹ ہوتی ہے۔ایک مرتبہ ایک آڈیٹر آیا۔اس نے آڈٹ کی اس کے بعد اس نے مزارات دیکھنے کی خواہش ظاہر کی۔میں نے ملتان کے تمام مزارات کی سیر کروائی۔وہ بڑا خوش ہوا اس نے مجھ سے کہا کہ ''آپ بہت محبت والے انسان ہیں آپ کسی کے مرید بھی ہیں؟'' میں نے سجن سائیں کا تعارف کروایا۔پھر اس نے طریقہ کار پوچھا میں نے بتایا۔اس نے کہا''بس آپ سال میں ایک مرتبہ عرس پر جاتے ہیں پھر سارا سال کوئی رابطہ نہیں۔آپ اپنے پیر سے اجازت لیں اور ہمارے سلسلے میں آئیں، میں آپ کو روحانیت کے لحاظ سے بہت جلد ایک اعلیٰ مقام پر پہنچادوں گا۔''وہ کراچی میں ایک اشرفوی سلسلہ کے پیر کا خلیفہ تھا۔اس نے شرط یہ رکھی کہ آپ اپنے پیر سے روبرو بیٹھ کر اجازت لیں گے کہ ''میری یہاں تسلی نہیں ہوتی میں کسی اور سلسلے میں جانا چاہتا ہوں''۔یہ اجازت لے کر آپ نے مجھے کراچی اطلاع دینا ہے۔چونکہ ہم ایک ہی کمپنی کے ملازم تھے وہ گاہے بگاہے فون کر کے پوچھتا رہتا۔میں نے اس عرس شریف کا وعدہ لیا تھا کہ جب میں عرس پر جاؤں گا پھر بات کروں گا۔اس سال میں جب عرس پر حاضر ہوا ہم ملتان سے صرف دو آدمی حاضر ہوئے تھے ایک میں اور دوسرا پرانا فقیر سائیں اللہ دتہ جو حضور سوہنا سائیں رحمۃاللہ علیہ کے زمانے سے فقیر ہے۔وہ میرے ساتھ تھا یہاں آکر ہم دونوں نے سائیں اسلم صاحب بھریارو ڈ والے سے ملاقات کی کیونکہ وہ ملتان آتے رہتے تھے میں نے ساری بات ان کو بتادی کہ مجھے اس سال حضور سجن سائیں سے اجازت لینی ہے۔وہ یہ بات مجھے بعد میں بتاتے ہیں کہ میں

نے سوچا عبدالستار اتنی محبت والا فقیر ہے پھر میرے پیر کی نظر سے کیسے بچ گیا؟اس نے مجھ سے کہا ''عبدالستار! جب تم عرس پر آتے ہو کبھی میرے پیر سے مل کر گئے ہو؟'' میں نے کہا''نہیں''۔اس نے کہا ''اس مرتبہ تم نے اتوار کو دعا کے بعد نہیں جانا،رات کو رہنا ہے پھر حضور سے مل کر جانا ہے۔'' دربار شریف پر جامعہ عربیہ غفاریہ کے ایک استاد ہیں اب کافی بزرگ ہو گئے ہیں ہم دونوں کو ان کے حوالے کیا اور ان سے سندھی میں کہا ''یہ ملتان سے آئے ہیں،میرے حوالے سے صبح ان کی حضرت صاحب سے ملاقات کروانا''۔ہم دونوں ساتھی رات دربار پر رک گئے۔اس سے پہلے جب عرس کی دعا ختم ہوتی تھی تو جیسے دوسرے فقراء جاتے تھے اسی طرح ہم بھی چلے جاتے۔اس مرتبہ ہم رات کو دربار پر سو گئے۔تہجد کے وقت دوسرے لوگوں کے ساتھ ہم بھی اٹھ گئے۔سب نوافل پڑھ رہے تھے میں نے بھی نوافل ادا کئے ختم شریف پڑھ کر مراقبہ کیا۔یہاں سے میری زندگی کا رخ بد لتا ہے۔ مراقبہ میں ظاہری بات ہے آنکھیں بند ہو جاتی ہیں بظاہر انسان جاگ رہا ہوتا ہے۔میں نے کیا دیکھا سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا گھر خانہ کعبہ شریف پھر اس کے بعد روضۂ رسول کی زیارت ہوئی۔اس کے بعد اپنا گھر،میرے گھر کے گیٹ کے باہر دو فقیر ڈنڈے لے کر کھڑے پہرہ دے رہے ہیں۔رات کا وقت ہے گلی میں روشنی تھی۔ایک فقیر گیٹ کے ایک کونے پر دوسرا گیٹ کے دوسرے کونے پر کھڑا تھا اور پھر میرے گیراج میں فقیر ہی فقیر ہیں ، چھت پر بھی فقیر ہیں۔میں جس کمرے میں سوتا ہوں اس کمرے میں صرف چار فقیر سروں پر کپڑا اڈالے مراقبہ کر رہے تھے جبکہ میرے گھر میں محفل کوئی دس سال بعد شروع ہوئی اسی کمرے سے اور چار فقیروں سے۔یہ منظر مجھے دس سال پہلے میرے مرشد نے دکھایا۔میں نے یہ منظر جاگتی آنکھوں سے دیکھا کہ حضرت صاحب فرما رہے تھے ''عبدالستار! ہم تو تیرے گھر کا بھی خیال رکھتے ہیں اور تو ہم سے اجازت چاہتا ہے؟''بس پھر کیا تھا میں نے جیسے ہی مراقبہ ختم کیا میرے آنسو جاری تھے اور جو آج تک جاری ہیں۔جب بھی مرشد کو یاد کیا نماز میں،دفتر میں،جہاں بھی آنکھوں میں آنسو آ جاتے۔اس سے سات سال پہلے تک میری آنکھوں میں کبھی دربار شریف پر آنسو نہیں آئے تھے۔میرے اس قدر آنسو جاری تھے کہ مجھے شرم آ رہی تھی دوسرے لوگوں سے، میری چھوٹی داڑھی تھی سر پر ٹوپی تھی میں نے جب صبح کی دو سنت ادا کیں جب سجدہ میں گیا میری ہچکی شروع ہو گئی،ارد گرد کے فقیر میری طرف دیکھ رہے تھے۔میں نے سلام پھیرا فوراً اٹھ کر دور چلا گیا اور آنسوؤں کو مسلسل صاف کرتا رہا۔آنسو تھے کہ رکنے کا نام ہی نہیں لیتے تھے۔پھر جب حضرت صاحب گھر سے تشریف لا رہے تھے نماز فجر کے لیے میری یہ حالت ہو گئی جو کہ مجھے آج بھی یاد ہے کہ اگر میں حضرت صاحب کو دیکھ لوں تو مجھے آگ لگ جائے گی۔حالانکہ اس سے قبل حضور کی ایک جھلک ہم سب لوگ دیکھنے کے لیے بے چین ہوتے تھے۔میں دور چلا گیا جب آپ آئے آپ نے نیت باندھی میرے کان میں آواز آئی تو میں نے بھی سب سے پیچھے آ کر نیت باندھ لی نماز پڑھی۔حضرت صاحب گھر تشریف لے گئے۔سائیں اسلم صاحب دن کے 9 بجے بھریا سے آئے اور مجھے دیکھا میرے آنسو مسلسل جاری تھے میں نے صرف ان سے یہی کہا کہ پتہ نہیں یہ آنسو کیوں بند نہیں ہو رہے؟وہ سمجھ گئے۔اس کے بعد ظہر کی نماز پڑھی اور پھر عصر کی نماز پڑھی،عصر کی نماز کے بعد حضور لوگوں سے ملنے لگ گئے۔اس طرح ہمارا بھی نمبر آ گیا۔اسی مدرسے کے استاد محترم نے ہم دونوں کا سائیں اسلم صاحب کے حوالے سے تعارف کروایا۔یہ دونوں فقیر ملتان سے آئے ہیں۔حضور پہلے اللہ دتہ سے ملے آپ اس کو اچھی طرح جانتے تھے حضور نے اس سے خیریت دریافت کی اور یہ بھی کہا کہ اللہ دتہ آپ کے خط ملتے رہتے ہیں۔وہ ہاتھ ملا کر پیچھے ہٹ گیا۔اب میرا

نمبر تھا میں اس سے قبل کبھی حضور سے اتنے قریب سے نہیں ملا تھا۔ آپ نے میری طرف دیکھا اور فرمایا ''آپ محنت کریں آپ کو اور بھی آگے بڑھائیں گے۔'' اب میرے ذہن میں جو اتنے سوال تھے ان کے بارے میں میری زبان بالکل بند رہی۔ میں ایک بھی سوال نہ کر سکا اور حضور سے ہاتھ ملا کر پیچھے ہٹ گیا۔ اب یہاں سوال یہ ہے میں نے نہ تو کوئی بات کی نہ ہی کوئی واقعہ بیان کیا نہ ہی حضور سے اجازت مانگی اور آپ نے خود ہی فرمادیا کہ آپ محنت کریں آپ کو اور آگے بڑھائیں گے۔ اس کا کیا مطلب ؟۔ اس واقعے کے بعد آج تک کوئی تیرہ سال گذر گئے ہیں اس فقیر نے روزانہ فجر نماز تکبیر اولی کے ساتھ ادا کی ہے سوائے سفر میں بوجہ ٹرین یا بس وغیرہ۔

نماز فجر کے لیے بیدار کرنا : ایک دن ملتان میں رات کے وقت پورے ملتان کی بجلی چلی گئی اس فقیر نے سوچا آج صبح کی نماز نکل نہ جائے۔ وہ اس لیے جب بجلی ہوتی ہے تو کسی مسجد سے اذان کی آواز آتی ہے اس وجہ سے آنکھ کھل جاتی ہے آج تو بجلی ہی نہیں۔ اس پریشانی کے عالم میں کمرے میں سو گیا جب وہی وقت آیا 25 منٹ بقایا تھے نماز فجر کے لیے، حضور سجن سائیں خواب میں آئے اور کہا ''عبدالستار ! دیکھو گھڑی میں کیا ٹائم ہوا ہے ؟'' کمرے میں اندھیرا تھا صرف جو گھڑی دیوار پر لگی ہوئی تھی اس پر روشنی تھی واقعی 25 منٹ باقی تھے۔ میں فوراً اٹھا ماچس جلائی دیکھا تو کلاک پر 25 منٹ بقایا تھے۔ اس کے بعد اس فقیر کی حضور سے محبت میں اور اضافہ ہوتا گیا۔

نظر کی کمزوری کا دعا سے دور ہونا : میں جس دفتر میں کام کرتا ہوں وہاں پر میں ہی جماعت کرواتا ہوں۔ دفتر کے سب پڑھے لکھے لوگ میرے پیچھے نماز پڑھتے ہیں۔ میرے دفتر کا مینیجر بھی نقشبندی ہے کیونکہ اس کی بڑی پوسٹ POST ہے اس لیے وہ اس عہدے سے فائدہ اٹھا کر کوئی نہ کوئی گڑ بڑ کرتا رہتا ہے مگر مجھے دیکھ کر حیران رہتا تھا کہ یہ بھی نقشبندی ہے اس میں اور مجھ میں کتنا فرق ہے۔ اس طرح اس کے دل میں میرے حضرت صاحب کو دیکھنے کا شوق پیدا ہوا۔ چھ سات برس قبل حضرت صاحب شہر سلطان مسکین پور شریف تشریف لارہے تھے۔ میں نے مینیجر سے دو دن کی چھٹی مانگی۔ اس مینیجر نے کہا کہ میں نے بھی آپ کے پیر صاحب کی زیارت کرنی ہے مجھے پتہ دے کر جانا۔ میں نے مسکین پور شریف کا ایڈریس بتادیا۔ دفتر میں اور بھی فقیر ہیں جو اس عاجز کی تبلیغ سے فقیر بنے ہیں۔ ایک ورکر ہے جس کا نام ہے راج ولی۔ اگلے روز مینیجر ڈرائیور کو لے کر مسکین پور شریف آنے کے لیے نکلا۔ ساتھ میں وہ ورکر ''راج ولی'' بھی تھا۔ شام کے وقت مسکین پور شریف پہنچ گئے۔ یہاں آکر انہوں نے حضور سجن سائیں کی زیارت کی اور پھر یہ بھی کہا کہ اگر ہو سکے تو تنہائی میں حضرت صاحب سے ملاقات کروادیں۔ بہر حال ملاقات کا وقت طے پا گیا حضرت صاحب نے فرمایا جب ہم عشاء کی نماز کے لیے گھر سے آئیں گے تو یہ لوگ مصافحہ کرلیں۔ میں اپنے مینیجر کو لے کر دروازے کے باہر کھڑا ہو گیا ساتھ میں وہ ورکر اور ایک ڈرائیور بھی تھا۔ حضرت صاحب جب نماز عشاء کے لیے باہر تشریف لائے آپ نے ہمیں دیکھ کر سلام کیا۔ حضور نے ہاتھ ملایا میں نے عرض کیا ''حضور یہ میرے مینیجر ہیں آپ سے ملنے کے خواہش مند تھے۔'' اور اس مینیجر نے بھی انکساری کی انتہاء کردی حالانکہ وہ پہلے سے نقشبندی تھے پانچ وقت کے نمازی بلکہ تہجد گذار تھے۔ اس مینیجر نے کہا کہ ''حضور ! میں ایک بھٹکا ہوا انسان ہوں اپنی اصلاح چاہتا ہوں ''۔ حضور نے ارشاد فرمایا ''نہیں نہیں آپ بہت اچھے

انسان ہیں آپ نیک ہیں اور اتنی دور سے اس عاجز کو ملنے آئے ہیں۔ ''اس نے کہا ''میں اپنے بچوں کی وجہ سے پریشان ہوں ''آپ نے بچوں کے لیے دعا فرمائی قلب پر انگلی رکھی اور ذکر دیا۔ پھر ارشاد فرمایا کہ ''باقی باتیں ملتان میں جاکر عبدالستار صاحب سے سیکھ لینا۔ ''پھر اس کے بعد جو ور کر تھا راج ولی وہ پٹھان ہے۔ان کی زبان ذرا سخت ہوتی ہے۔اس نے کہا ''حضور ہمارے لیے بھی دعا کرو ''آپ نے فرمایا تمہارا کیا مسئلہ ہے۔اس نے کہا ''حضور یہ مجھے عینک لگی ہے ابھی دو ماہ ہوئے ہیں دور کی عینک لگ گئی ہے میں بھی 23 برس کا ایک جوان آدمی ہوں آپ دعا کریں یہ عینک اتر جائے۔ ''آپ مسکرائے اور فرمایا بھئی راج ولی ! یہ عینک تو مجھے بھی لگی ہے اور بچپن سے ہے میں نے تو کبھی تنگی محسوس نہیں کی بلکہ یہ تو آنکھوں کی حفاظت کرتی ہے آنکھوں میں مٹی اور گرد و غبار نہیں آتا آپ کیوں پریشان ہیں؟ راج ولی نے کہا حضور ! آپ کی اور بات ہے آپ بڑے آدمی ہیں میں ایک دوائی کی کمپنی میں ور کر ہوں سارا دن مزدوری کرتا ہوں افسر لوگوں کے لیے چائے بناتا ہوں، گاڑی کے اندر دوائی رکھتا ہوں اور یہ میری عینک مجھ سے گر جاتی ہے۔آپ نے فرمایا اچھا یہ بات ہے۔یہ فقیر خود اس سارے واقعے کا چشم دید گواہ ہے۔ آپ نے ہاتھ مبارک اٹھائے اور پھر ایک لمحے کے لیے دعا کی۔اس کے بعد ہم حضور سے مصافحہ کر کے روانہ ہو گئے۔مجھے تقریباً پندرہ دن بعد یاد آیا میں نے دیکھا کہ راج ولی کے چہرے پر عینک نہیں تھی۔میں نے راج ولی کو بلایا ادھر آؤ۔ وہ میرے پاس آیا میں نے کہا وہ تمہاری عینک کہاں گئی؟ اس نے کہا سر وہ جو اس دن حضور نے دعا کی تھی پھر جب میں اگلے روز اسٹور میں آیا اور آکر جب دوائی نکالنے لگا تو مجھے چکر آ گئے جب میں نے عینک اتار کر پڑھا تو ٹھیک تھا جب عینک لگالوں تو پھر چکر آئیں۔یہ عمل میں نے تین چا رمرتبہ کیا کہ عینک لگاؤں تو چکر آئیں اتار دوں تو ٹھیک ہو جاؤں۔اس کے بعد میں نے عینک اتار دی اور اب تک ٹھیک ہوں۔اب اس بات کو چھ سال سے بھی زیادہ عرصہ گذر گیا ہے اس نے کبھی عینک نہیں لگائی۔میرا ایمان ہے اس کو اب ساری زندگی عینک نہیں لگے گی۔اب اگر کوئی ظاہراً دیکھے گا تو شاید اس کی سمجھ میں نہ آئے کہ پیر صاحب خود عینک لگاتے ہیں تو وہ کیسے کسی دوسرے کی جان عینک سے چھڑوا سکتے ہیں۔مگر یہ فقیر کیسے کسی کی بات کو مان لے میرے سامنے تو یہ کرامت بھی ہوئی ہے اور بندہ بھی آج تک موجود ہے۔

ڈوبنے سے بچانا

اللہ آباد شریف سے یہ عاجز محمد جمیل طاہری اپنا ایک واقعہ عرض کرتا ہے کہ ایک بار فقیر پور شریف کے سالانہ عرس کے موقعہ پر ہم نے دریائے سندھ کو پار کر کے جانے کا ارادہ کیا۔ہم گاڑیوں کے ذریعے سہولت سے فقیر پور پہنچ سکتے تھے لیکن ایڈونچر کی خاطر کچے کے جنگلا ت کے درمیان سے جانے کے لیے تیار ہوئے۔مزے کی بات یہ ہے کہ ہم میں سے کوئی بھی راستے سے واقف نہ تھا۔اس لیے راستے کے بارے میں پوچھتے پوچھتے ہماری ملاقات ایک شخص سے ہوئی جس سے ہم نے دریائے سندھ تک پہنچنے کے لیے رہنمائی چاہی۔یہ حضرت بغیر کسی دیر کے تیار ہو گئے ہمیں کہنے لگے کہ میں خود تمہیں کشتی تک پہنچا کر واپس آؤں گا۔ہم خوش ہوئے کہ اس ویرانے میں ایسا شخص مل گیا ہے۔ہر فکر سے بے نیاز ہو کر ہم اس کی اقتداء میں چلنے لگے یہ

توہمیں پتاہی نہیں چلا کہ ہمدردی کی آڑ میں اس کا اصل مقصد کیا ہے۔اس شخص نے دن کے بارہ بجے سخت گرمی میں ہمیں اصل راستے سے بھٹکا کر پانچ یا چھ کلومیٹر پیدل چلا کر ایک ایسی جگہ پر آپہنچایا جہاں ایک چھوٹی سی کشتی کھڑی تھی جو مچھلیوں کے شکار کے لیے استعمال کی جاتی تھی۔اس کشتی میں بمشکل چار یا پانچ آدمی بیٹھ کر شکار کر سکتے ہیں۔سخت گرمی میں تپتی ہوئی ریت اور چلتی ہوئی لو نے ہمیں نیم بے ہوش کر دیا تھا۔پیاس کی وجہ سے ہونٹوں پر پیڑیاں جم گئیں تھیں چہرہ جھلس کر رہ گیا تھا۔منہ کے اندر ریت ہی ریت بھری ہوئی تھی۔اس شخص نے ہمیں ایسی جگہ پر لا پٹخا تھا جہاں دور دور تک مدد کا کوئی سہارا نظر نہیں آرہا تھا۔اب چونکہ یہاں سے کہیں اور جانے کی راہ نہ تھی تو مجبوراً ہم نے اسی کشتی کے ذریعے دریاء پار کرنے کا ارادہ کیا اور مزے کی بات یہ ہے کہ اس کشتی کو چلانے کے لیے بھی یہ حضرت خود تیار ہوئے اور ہمیں یہ بتا کر ادھ موا کر دیا کہ یہاں اور کوئی میر بحر اس کو چلانے کے لیے موجود نہیں۔ہم مرتے کیا نہ کرتے کہ مصداق کشتی میں چڑھنے کے لیے تیار ہوگئے۔پہلی دفعہ اس اناڑی ملاح نے دس آدمیوں کو بٹھایا تو ہم نے اعتراض کیا یہ اتنی چھوٹی سی کشتی ہے اس میں تو اتنے آدمیوں کی گنجائش ہی نہیں لیکن یہ شخص کہنے لگا ہم آتے جاتے رہتے ہیں فکر کی کوئی بات نہیں۔ان دس آدمیوں کو دریاء کے دوسرے کنارے چھوڑ کر لوٹ آیا۔اب ہم تیرہ باقی بچے تھے اور ساتھ کچھ سامان بھی تھا ہم نے اس لالچی شخص کو بولا کہ پہلے چھ آدمیوں اور سامان کو دوسرے کنارے چھوڑ آؤ پھر ہم سات آدمیوں کو سوار کر کے لے جاؤ لیکن یہ شخص ہمارے قومی مزاج کی طرح تھوڑے وقت میں زیادہ پیسے کمانا چاہتا تھا مگر حقیقت یہ ہے کہ اس سے زیادہ احمق تو ہم تھے جو اس کی باتوں میں آکر تیرہ آدمی مع سامان کے کشتی میں آبیٹھے۔آج تک وہ خوفناک منظر میری یادوں میں اسی طرح تازہ ہے۔تیرہ مسافر، ملاح اور سامان سے بھری ہوئی اس کشتی نے جیسے ہی چلنا شروع کیا تو مجھے ایسا محسوس ہوا کہ یہ لکڑیوں سے بنی ہوئی ہلکی پھلکی نہیں بلکہ پتھروں سے بنی ہوئی ایک وزنی کشتی ہو جو بڑی مشکلوں سے انچ انچ گھسٹ رہی ہو۔کچھ فاصلہ طے ہوا تھا اچانک کوئی چیخا کشتی میں پانی بھر رہا ہے۔کشتی کے فرش میں موجود رخنوں میں سے پانی پھوٹنے لگا۔ملاح چیخنے لگا جلدی سے پانی نکالو ہمارے پاس کوئی بھی ایسی چیز موجود نہیں تھی جس کی مدد سے ہم پانی نکال سکیں۔کسی نے کہا کہ ہاتھوں سے پانی نکالو۔سب اسی کام میں مشغول ہوگئے لیکن پانی تھا کہ بڑھتا ہی چلا جارہا تھا۔اسی دوران ہماری کشتی دریائے سندھ کے وسیع و عریض بہاؤ کے درمیان پہنچ چکی تھی اور گرمی کے دنوں میں دریائے سندھ کے بہاؤ کا اندازہ لگانا آپ کے لیے مشکل نہیں ہوگا۔کشتی وزن کی وجہ سے آہستہ آہستہ ڈوبنے لگی ہم میں سے میرے سمیت اکثر تیرنے سے انجان۔اب موت کے خوف سے چہرے پیلے پڑنے لگے۔ہنستے مسکراتے چہرے بالکل بے رونق ہونے لگے۔دریائے سندھ کے پانی کی ایک لہر کشتی کے داہنے طرف بیٹھے ہوؤں کی کمر سے گزرتی ہوئی کشتی کی دوسری جانب سے نکل گئی۔خوفزدہ شخصوں نے کشتی سے نیچے جمپ لگایا اور اس کے ساتھ ہی کشتی الٹ گئی۔میں خوف کے سبب ابھی تک کشتی سے اٹھنے میں کامیاب نہیں ہوا تھا۔کشتی کے الٹتے ہی میری ٹانگ کشتی کے نیچے آگئی میں غوطے کھانے لگا۔عبدالرحیم بڑدی صاحب فوراً میری مدد کو پہنچے اور مجھے کھینچ کر کشتی سے آزاد کرنے کی کوشش کرنے لگے میں غوطوں پہ غوطے کھا رہا تھا تیرنا نہ آنے کی وجہ سے مجھے موت کا ذائقہ ہونٹوں پر محسوس ہو رہا تھا۔پھیپھڑے تھے کہ پانی سے بھرے چلے جارہے تھے۔میرے ارد گرد اور بھی بہت ڈوبتے ہوئے لوگ تھے جن کی بے بس آوازیں ڈوبنے کے بعد ابھرتے ہوئے میرے کانوں میں انجان زبان کی طرح گونجتیں اور میں پھر سے پانی کے اندر چلا جاتا اس مشکل وقت میں ہم اپنے مرشد کو

پکارنے لگے سب کی زبان پر اللہ اللہ حق سجن سائیں کی پکار تھی کوئی بھی زبان، کوئی بھی دل اپنے محبوب کی یاد سے خالی نہیں تھا۔ ہمیں مکمل یقین تھا کہ ہمارے مرشد کی طرف سے رہنمائی ضرور ہوگی جیسے علماء کرام فرماتے ہیں کہ حضور نے فرمایا جب تم کسی ویرانے میں ہو اور تمہیں کوئی مصیبت آن پہنچے تو پکارو یاعباد اللہ اعینونی۔ اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ تو آپ کو اللہ کی طرف سے امداد پہنچے گی۔ اتنی دیر میں عبدالکریم بھٹو صاحب جنہوں نے کشتی سے جمپ لگانے میں سب سے پہل کی تھی چلانے لگا جلدی آؤ یہاں پانی کم ہے۔ سارے بدحواس غوطے کھاتے ہوئے بھٹو صاحب کے نزدیک ہوئے۔ میں اور جن کو میری طرح تیرنا نہیں آتا تھا ان کو گھسیٹ گھسیٹ کر اس حصے میں پہنچایا گیا۔ دریائے سندھ کے درمیاں کم گہرائی والا ابھرا ہوا چھوٹا سا حصہ تھا جس پر ہم تیرہ افراد بعض کاندھوں بعض کانوں اور بعض سینوں تک ڈوبے ہوئے کھڑے تھے ہماری نظروں کے سامنے الٹی ہوئی کشتی بہتی ہوئی ہم سے دور ہورہی تھی ارد گرد ہماری جیبوں سے نکلی ہوئی ٹافیاں، چیونگم اور کھانے پینے کی دوسری اشیاء تیر رہی تھیں سب اپنی جان بچنے کی خوشی کے ساتھ ساتھ اپنے مرشد کی تعریف کرنے میں مشغول تھے جن کے صدقے خداتعالیٰ نے آج ہماری جان بچائی تھی۔

تکلیف دور کرنا

کراچی سے عبدالواحد لکھتے ہیں کہ تقریباً 5,4 سال پہلے کی یہ کرامت ہے کہ میرے دائیں بازو پر اوپر کی جانب پھوڑا نکل آیا جس سے مجھے بڑے تکلیف ہوتی تھی۔ ایک رات کو تکلیف اتنی زیادہ ہوئی کہ کہ پوری رات نیند نہیں آئی۔ ایسے لگتا تھا کہ کوئی گرم سلاخ لے کر سوراخ کر رہا ہے۔ میں دوسرے دن ریگل میں اسکن ہاسپٹل میں گیا۔ ڈاکٹر کو دکھایا تو ڈاکٹر نے کہا کہ مولوی صاحب آپ خوش قسمت ہیں یہ خطرناک بیماری ہے، اگر یہ بیماری آپ کے آنکھ پر پڑتی تو آنکھ ضایع ہوجاتی۔ الحمد للہ ڈاکٹر سے دوائیں لے کر استعمال کیں۔ اسی رات خواب میں میرے مرشد سجن سائیں تشریف فرما ہوئے۔ انہوں نے اپنا دست مبارک اس زخم والی جگہ پر پھیرا اور فرمایا گھبرائیں نہیں انشاءاللہ جلد ٹھیک ہوجاؤ گے۔ الحمد للہ اسی دن درد دور ہوگیا۔ ٹھیک ہونے کے بعد میں نے غور کیا تو کوئی چیز لکھی ہوئی محسوس ہوئی۔ غور سے دیکھا تو اللہ اور محمد (صلّی اللہ علیہ وسلم) صاف لکھا ہوا ہے۔ اللہ کا لفظ غور کرنے پر نظر آتا ہے۔ آج بھی کوئی دیکھنا چاہے تو یہ عاجز اس کو دکھا سکتا ہے کہ میرے پیر کے غلاموں پر اللہ اور اس کے نبی صلّی اللہ علیہ وسلم بھی راضی ہیں۔

بغیر آپریشن علاج

جماعت اصلاح المسلمین برانچ میراں ناکہ کے دوست فقیر ممتاز علی نے بتایا کہ میری چچی جان کو پیٹ میں رسولی نما گٹھلی تھی اور وہ شوگر کی وجہ سے آپریشن بھی نہیں کروانا چاہتی تھیں۔ اس معاملے میں ہم کافی پریشان رہتے تھے۔ آخرکار 2004 میں جب حضور قبلہ عالم مرکز اصلاح المسلمین

ٹول پلازہ کراچی میں تشریف لائے تو یہ عاجز جب اپنی پوری فیملی کے ساتھ لنگر کے کام کے لیے اور حضور کی خدمت میں حاضری کے لیے روانہ ہونے لگا تو چچی جان نے بھی خواہش ظاہر کی کہ میں بھی چلنا چاہتی ہوں اور وہاں جاکر گڑ گڑا کر دعا مانگوں گی کہ یااللہ اپنے اس ولی کامل یعنی میرے مرشد خواجہ سجن سائیں کے صدقے میں اس بیماری سے مجھے نجات عطافرما۔ بہر حال اس عاجز کی چاچی بھی اس طرح مرکز پہنچ گئی۔ میری بہن نے بتایا کہ دوسرے دن چچی کی حالت بہت ہی خراب ہوگئی تھی اچانک سانس بند ہوگئی اور آنکھیں چھت پر ٹکی ہوئی تھیں۔ اور اس کے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہوگئے تو میں دوڑتی ہوئی حضور کے خاندان کے پاس گئی انہوں نے کرم فرماتے ہوئے ایک تعویذ دیا اور فرمایا کہ ہم تعویذ کسی کو دیتے نہیں ہیں لیکن یہ تعویذ آپ کی چچی کی طبیعت زیادہ خراب ہونے کی وجہ سے دیا ہے اور جب ہم نے وہ تعویذ چچی کے گلے میں ڈالا تو چند لمحوں بعد وہ کافی بہتر ہوگئی اور جب ان سے طبیعت دریافت کی تو وہ بتانے لگیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک سفید پوش باپردہ ہستی تشریف لائیں اور اس ہستی نے میرے سر پر ہاتھ رکھا اور جب ہاتھ ہٹایا تو مجھے یوں محسوس ہوا کہ جیسے میرے درد میں کمی آگئی ہے اور جب چچی جان جب ہوش میں آئیں تو ہم یہ دیکھ کر حیران ہوگئے کہ وہ رسولی نما گٹھلی غائب ہو گئی تھی اور بعد میں ڈاکٹروں کو جب اس بات سے آگاہ کیا تو وہ بھی حیرت زدہ رہ گئے۔

راز دل سے واقفیت

کنڈیارو سے مولانا ساجد علی گھانگھرو بتاتے ہیں کہ یہ عاجز کچھ دوستوں کے ساتھ شمالی علائقہ جات کی طرف گھومنے گیا۔ جب ہم بالا کوٹ میں پہنچے تو شام کے 4:15 بجے گھر سے فون آیا کہ آپ کے گھر بیٹی پیدا ہوئی ہے بہت بہت مبارک ہو۔ میں بہت خوش ہوا اور محترم سائیں محمد جمیل صاحب کو فون کرکے بتایا آپ نے بھی مبارک دی۔ میں نے عرض کی میری خواہش ہے کہ میری بیٹی کا نام حضرت خواجہ سجن سائیں تجویز فرمائیں اس لیے آپ حضور سے نام پوچھ کر دیں۔ وہ ہفتہ کا دن تھا۔ سائیں محمد جمیل نے فرمایا کہ فی الحال آپ سیر کرلیں تب تک میں حضور سے نام پوچھ لوں گا۔ یہ عاجز دل میں سوچنے لگا کہ بیٹی کا نام سیدہ رکھنا چاہیے ساتھ میں یہ بھی خیال آیا کہ ہم دیہات کے رہنے والے ہیں لوگ کہیں گے کہ یہ سید کب سے ہوگئے کہ سیدہ نام رکھا ہے۔ خیر جب گھوم پھر کے واپس آئے تو وہ جمع کا دن تھا۔ سائیں کو میں نے فون کیا اور عرض کی کہ حضور سے نام معلوم کروا کے دیں۔ دوسرے دن صبح کو سائیں محمد جمیل صاحب نے بتایا حضور نے دو نام بتائے ہیں ایک سیدہ اور دوسرا ثاقبہ۔ یہ عاجز تو بہت خوش ہوا کہ حضور نے راز دل معلوم فرما کر وہی نام بتایا جو مجھے پسند تھا۔

قرض کا اتر جانا

کنڈیاروسے مولاناساجد علی گھانگھرو بتاتے ہیں کہ اس عاجز نے جب رانول گھانگھرو میں پڑھاناشروع کیاتونواب گھانگھرو کے توسط سے ہی پڑھایا۔اس سے کافی گہری دوستی ہوچکی تھی۔وہ تقریباًہرجمعہ کی نمازیاظہر کی نمازاکثردرگاہ شریف پرپڑھتاتھا۔پھرجب مجھ سے ملتاتھاتوکہتاتھاکہ یار عجیب بات ہے جو بھی شخص حضرت صاحب کے پاس آتاہے اس سے حضور صرف ذکراللہ کی بات کرتے ہیں۔تومیں نے کہااسی میں تودنیااورآخرت کی بھلائی ہے۔نواب بکریوں کابیوپار کرتاہے اور باغ کے ٹھیکے بھی لیتاہے۔اتفاق سے گاؤں میں اس کاجھگڑاہوگیاجس میں اس کوتقریباًسات 7 لاکھ کانقصان ہوا۔اب یہ بھی پریشان رہنے لگا۔میرے پاس درگاہ شریف پرآیامجھے یہ بات بتائی پہلے تومیں نے اس کو تسلی دی کہ پریشان نہ ہو اور ظہر کی نمازدرگاہ شریف پر اداکرتے،پھرحضورسوہناسائیں نوراللہ مرقدہ کی مزارپراس کو لے آیا۔بعدمیں ہم ظہر کی نماز پرآئےاور حضورسے ملاقات ہوئی جامع دعاہوئی۔چند دنوں کے بعد ذوالحج کی عید آنے والی تھی۔بس اب صبح و شام حق سجن سائیں کہتاتھااور درگاہ شریف پرضرور آتاتھا۔ایک ہی مہینے کے اندراس کاقرضہ ایسےاتر گیا کہ وہ خود کہہ رہاتھاکہ میں حیران ہوں کہ قرضہ اترا کس طرح،حالانکہ میں قرض اداکرنے کی پوزیشن میں نہیں تھا۔یہ سب میرے مرشد کافضل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کے توسل سے میری غیبی مدد کی اور مجھے اس مصیبت سے چھٹکارہ ملا۔

شدت مرض کا ختم ہونا

بہاولپورسے محمد زاہداسلم طاہری بیان کرتے ہیں کہ میرے ایک دوست عبداللہ جو کہ جکڑالہ پنجاب کے رہنے والے ہیں لیکن کراچی میں مزدوری کرتے ہیں۔ایک مرتبہ ان کوپیٹ میں شدیددردہوااور چھوٹاپیشاب بند ہوگیا۔ڈاکٹروں کودکھایاتوانہوں نے کہاکہ اس کاآپریشن ہوگا۔چونکہ یہ غریب تھاآپریشن کی طاقت نہیں رکھتاتھاتواس نے مجھ سے کہاکہ مجھے اس مرض سے کیسے نجات حاصل ہوگی۔میں نے انہیں پہلے اپنے مرشد کامکمل تعارف کرایاپھرانہیں ''حق سجن سائیں'' پڑھ کراپنےاوپردم کرنے کاوظیفہ بتایا۔وہ یہ وظیفہ کرنے لگااوراس کے بعدرات کوہم واپس آگئے۔دوسرے دن پھرجب ہم گئے توعبداللہ بھائی جس کاآپریشن ہونا تھاوہ بہت خوش تھااوراٹھ کرہمارے گلے ملا۔ہم نے اس سے پوچھاتوبتایاکہ میں نے خواب دیکھا کہ میرے پاس ایک بدصورت عورت بیٹھی ہنس رہی ہے۔میں اسے کہتاہوں کہ جا چلی جامگر وہ نہیں جاتی۔اتنے میں ایک روشنی ظاہرہوتی ہے جس میں ایک نورانی شکل کے خوبصورت بزرگ جلوہ افروزہیں اور وہ بدصورت عورت بزرگ کودیکھتے ہی بھاگ جاتی ہے اور وہ بزرگ دعافرماتے ہیں اور مجھ سے کہتے ہیں کہ فکرنہ کروآپریشن نہیں ہوگا۔تم ایسے ہی ٹھیک ہوجاؤگے۔جب آنکھ کھلی تومجھے پیشاب کی حاجت محسوس ہوئی اور جومجھے مسئلہ تھاوہ حل ہوگیا۔ڈاکٹرمیراچیک اپ کرتے ہیں اور کہتے ہیں مبارک ہوتم ٹھیک ہوگئے ہو۔اس کے بعد جب وہ اللہ آباد شریف میں آیاتوجیسے ہی اس نے حضور قبلہ

عالم کو دیکھا تو وجد میں آ گیا اور کہا اللہ کی قسم یہ وہی بزرگ ہیں جن کو میں نے کراچی ہسپتال میں خواب میں دیکھا تھا، یہی وہ اللہ کے ولی ہیں جو میرے اوپر مہربان ہوئے تھے۔ پھر وہ حضور کا بیعت ہوا اور ذکر سیکھا اور آج الحمدللہ حضور کا فقیر ہے۔

زبان کی اٹک کو ختم کر دینا

بہاولپور سے محمد زاہد اسلم طاہری بیان کرتے ہیں کہ محمد اکرم طاہری صاحب جو کہ اس عاجز کے دوست ہیں اور پہلے سخت عقائد کے حامل تھے بعد میں حضور قبلہ عالم کے مرید ہوئے۔ تو ایک دفعہ یہ عاجز ٹول پلازہ کراچی حضور قبلہ عالم کی زیارت کے لیے آ رہا تھا اور محمد اکرم بھی میرے ساتھ تھا۔ محمد اکرم نے کہا میرا ایک مسئلہ ہے زاہد بھائی حضور سے عرض کریں کہ میری زبان بہت اٹکتی ہے اور جب بولتا ہوں تو بولا نہیں جاتا جب اکرم بھائی چھوٹا تھا تو بیماری کی وجہ سے یہ زبان کا مسئلہ ہوا تھا جس کے لیے کافی علاج معالجہ کرایا مگر کوئی فرق نہیں پڑا۔ نماز عصر سے پہلے ہم مرکز پہنچ گئے لوگ بہت زیادہ تعداد میں تھے جس کی وجہ سے ہم نہ مل سکے۔ رات کو ہم وہاں سو گئے۔ صبح نماز فجر کے بعد پھر حضور کی صحبت نصیب ہوئی۔ مراقبہ کے بعد حضور نے مہربانی فرمائی اور فقراء کو شرف ملاقات بخشا یہ عاجز بھی آہستہ آہستہ حضور قبلہ عالم تک پہنچ گیا اکرم بھائی کی پریشانی حضور کو عرض کی۔ میرے شہنشاہ مرشد نے نظر کرم کرتے ہوئے اکرم بھائی کے گلے پر اپنا دست مبارک رکھ کر دم فرمایا اور دعا کی۔ پھر حضور قبلہ عالم جامع دعا فرما کر حویلی مبارک تشریف لے گئے۔ جیسے ہی محفل برخواست ہوئی تو میں نے اکرم بھائی سے پوچھا تو اکرم بھائی کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو تھے اور اس کی زبان کھل چکی تھی اور اٹکنا چھوڑ گئی تھی اور وہ صاف باتیں کر رہا تھا۔ حضور قبلہ عالم کی مہربانی پر بہت خوش تھا جب واپس گیا تو اکرم کے رشتہ دار اور اس انڈسٹری میں جدھر ہم اس کے ساتھ کام کرتے تھے وہ بہت حیران ہوئے اور حضور کی یہ کرامت دیکھ کر بہت متاثر ہوئے۔

جیل سے رہائی

فقیر محمد یعقوب جو کہ پہلے بلوچستان میں رہتے تھے۔ حضور سوہنا سائیں رحمۃ اللہ علیہ کے صحبت یافتہ ہیں۔ انہوں نے حضور کی کرامت بیان کرتے ہوئے بتایا کہ کافی عرصہ پہلے کی بات ہے کہ ہمارے ہاں بلوچ برادری میں قومی جھگڑا ہوا جس کی وجہ سے کچھ آدمی قتل ہو گئے۔ جسکی وجہ سے پولیس جھگڑا کرنے والوں کو گرفتار کر کے لے گئی۔ محمد یعقوب صاحب جھگڑا کرنے والوں کے ساتھ نہیں تھے مگر دوسرے قبیلے والوں نے یعقوب صاحب کے خلاف ایف آئی آر کٹوا کے گرفتار کروا دیا اور یعقوب صاحب کو کراچی سنٹر جیل میں بھیج دیا گیا۔ یعقوب صاحب غریب آدمی تھے اس وقت کوئی ملازمت وغیرہ بھی نہیں تھی اور کوئی ایسا رشتہ دار یا دوست بھی نہیں تھا جو رقم دے کے یا ضمانت پر رہا کروا سکے۔ یعقوب صاحب سے لوگوں نے پوچھا

کہ آپ کا کوئی ضمانت والا نہیں آیا تو یعقوب بھائی نے جواب دیا میرے مرشد کے علاوہ دنیا میں میرا کوئی نہیں جو مجھے اس جیل کی دیواروں سے باہر لے جائے۔ تو یعقوب صاحب بتاتے ہیں کہ کچھ دن گذرے ایک دن ایک قیدی کتاب پڑھ رہا تھا اور دوسرے قیدی پاس بیٹھ کر سن رہے تھے۔ اس قیدی نے ایک درود شریف کی فضیلت بیان کرتے ہوئے بتایا جو آدمی اس درود پاک کو سونے سے پہلے پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس بندے کی حاجت پوری کرے گا۔ یعقوب بھائی نے بھی یہ درود پڑھا اور دعا کی یا اللہ میں بے قصور ہوں۔ دعا مانگ رہا تھا کہ روتے روتے نیند آگئی خواب میں کیا دیکھتا ہے ایک پہاڑ ہے اس کے اوپر کھڑا ہو رہا ہے اور نیچے اترنے کا راستہ نہیں مل رہا۔ اتنے میں حضور وہاں جلوہ افروز ہوئے ہیں۔ فرماتے ہیں فقیر بس اتنے میں پریشان ہو گیا ہے فقیروں کے اوپر تو بڑی بڑی آزمائشیں آتی ہیں اور فرماتے ہیں جیل میں تو اللہ تعالیٰ کے نبی بھی آئے وہ بھی تو بے قصور تھے۔ میں نے عرض کیا حضور مجھے اس مصیبت سے باہر نکالیں۔ حضور نے فرمایا یہ خط لے لو اور مدینہ منورہ میں فلاں ایک شخص ہے اسے دینا تیرا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ میں نے عرض کیا حضور آپ مہربانی فرمائیں میں اتنا کام نہیں کر سکتا تو جب یعقوب بھائی نے یہ عرض کی تو مرشد مربی نے جلال میں آکر یعقوب کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا جاؤ ابھی چلے جاؤ اور پہاڑ سے نیچے اتار دیا۔ جب آنکھ کھلی فجر نماز کا ٹائم تھا نماز پڑھی اور مراقبہ میں مشغول ہو گیا اتنے میں جیل کا منشی آیا اور آواز دی محمد یعقوب کون ہے؟ قیدیوں نے پوچھا تو اس نے کہا بڑے صاحب بلا رہے ہیں۔ یعقوب بھائی جب افسر کے پاس گئے تو اس نے کہا تم اپنے گھر جا سکتے ہو۔ میں نے پوچھا میری ضمانت کس نے دی ہے؟ تو کہنے لگا میں نے ضمانت دی ہے جب جاؤ تو اپنے مرشد مربی کی میری طرف سے قدم بوسی کرنا۔

سجن سائیں تم ہی بچانا

میرا نام جلال الدین پلیجو ہے اور میں ضلع ٹھٹھہ تعلقہ میرپور ساکرو، بہارو کے مضافات گوٹھ پلیجو کا رہنے والا ہوں۔ 7 اپریل بروز ہفتہ میرے والد صاحب محمد حفیظ طاہری اور دلدار حسین طاہری صاحبان فقیر پور شریف حضور پیر مٹھا سائیں رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک پر گئے ہوئے تھے۔ بہارو کے جنوب میں تقریباً ڈیڑھ کلومیٹر کے فاصلے پر الوحید فارم ہے جہاں بابا سائیں ہوتے ہیں۔ میں فارم سے پیسے لینے کے ارادے سے گھر سے نکلا، بہارو میں ایک دوست مل گئے۔ پوچھا جلال کہاں جا رہے ہو؟ میں نے جواب دیا فارم پر جا رہا ہوں۔ تو اس نے کہا مجھے اپنے ساتھ موٹر سائیکل پر لے چلو۔ فارم سے تھوڑا آگے مینہ پٹھائی کے میلے پہ چھوڑ آنا۔ میں نے اسے موٹر سائیکل پہ بٹھایا اور دریاء کے کنارے اتار دیا۔ میں جب واپس ہونے لگا اس نے مجھے کہا کہ تم بھی چلو نا۔ میں نے معذرت کی مجھے ضروری کام ہے تم ہو آؤ۔ فارم پہنچا تو منشی ونگو صاحب نے کہا پیسے تو موجود نہیں البتہ آدھ گھنٹے میں منڈی سے ٹرک آنے والا ہے اس کے ساتھ پیسے آئیں گے۔ تھوڑا سا انتظار کر لو۔ ٹریکٹر ڈرائیور مصری نے کہا چلو جلال اتنی دیر میں میلے سے ہو آتے ہیں۔ میں نے کہا بہت اچھا فارغ بیٹھنے سے تو یہی بہتر ہے۔ وہاں سے موٹر سائیکل پر چلے۔ مینہ پٹھائی دریا کے کنارے ایک اسٹال والے کے پاس گاڑی پارک کی، آگے کی منزل پانی میں کرنا تھی سو بیڑے میں سوار ہوئے۔ دوسرے کنارے تک تو سلامتی سے پہنچ گئے مگر جگہ نہ پا کر بیڑے ڈرائیور نے ٹرن کیا،

کنارے پر بڑے بیڑوں کی لمبی قطار تھی۔ کچھ میلے کی طرف آرہے تھے اور کچھ واپس جارہے تھے۔ جگہ کی تلاش میں کنارے ہی کنارے چلتے کافی لمبا چکر ہو گیا۔ ہمیں ابھی جگہ نہ مل پائی تھی کہ ایک بیڑا بڑی تیزی کے ساتھ قطار سے نکلا۔ ہم نے صورتحال سے بھانپ لیا کہ وہ ہمارے بیڑے کی سائیڈ سے ٹکرائے گا لیکن بیڑے والے کا خیال تھا کہ وہ نکل جائے گا۔ بیڑے والے کا خیال تب غلط ثابت ہوا جب قطار سے نکلنے والا بیڑا ہمارے بیڑے کی سائڈ سے ٹکرایا جن تختوں کو ہم نے مارے خوف کے مضبوطی سے پکڑ رکھا تھا وہ ٹوٹ گئے اور میں اچھل کر پانی میں جا گرا۔ وہ منظر بہت خوفناک تھا جس کا خیال آتے ہی میرے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں آپ بھی گہرائی سے سوچیں گے تو اس منظر کی ہولناکی کو محسوس کریں گے۔ جب میں پانی میں گرا تو نیچے کو جاتا رہا جاتا رہا یہاں تک کہ میں نے خیال کیا کہ پانی سے باہر نہیں نکل پاؤں گا۔ اندر ہی اندر مر جاؤں گا۔ ہر انسان کو اپنی جان عزیز ہوتی ہے کون ہو تا جو اس طرح کی موت مرنا چاہتا ہو۔ میں بھی جواں عمری میں مرنا نہیں چاہتا تھا۔ ہمت مرداں مدد خدا کے مصداق اللہ تعالیٰ کی مدد کی امید کر کے ہمت کی اور پانی سے باہر آنے کے لیے ہاتھ پاؤں مارنا شروع کر دیے اوپر آنے کی بہت کوشش کی مگر پانی تھا کہ ختم ہونے کا نام ہی نہ لیتا تھا۔ آخر کار منزل مل گئی اور میں پانی سے باہر نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔ مگر اب مجھ میں قوت مدافعت نہ رہی، ایک مصیبت سے جان نہ چھوٹی تھی کہ دوسرے آفت آ پہنچی۔ میرے سامنے ایک اور بیڑا آرہا تھا۔ مجھے معلوم تھا کہ بیڑے میں پنکھا لگا ہوتا ہے جو اس کو چلنے میں مدد دیتا ہے تیز گھومتے پنکھے سے ٹکرانے والی چیز یا تو کٹ جاتی ہے یا لہولہان۔ میں خشکی پر ہوتا تو بھاگ کر سائیڈ میں ہو جاتا مگر پانی میں تھا اور چھ سات منٹ پانی میں رہنے کی وجہ سے اب مجھ میں سکت نہ رہی تھی مگر ہمت پکڑ کر بیڑے کے قریب پہنچتے ہی پانی میں غوطہ لگایا میری ساری امیدیں ٹوٹ چکی تھیں۔ اب مجھے یقین ہو چکا تھا کہ میں بچ نہیں پاؤں گا، بلا اختیار نہ جانے کیسے میرے دل میں خیال آیا یوں سمجھئے کہ مجھے بچنے کا راستہ مل گیا، بچانے والے کا پتہ مل گیا۔ میں نے دل ہی دل میں التجا کی کہ ''سجن سائیں اب تم ہی بچانا'' میں پانی میں موجود تھا مجھے کچھ معلوم نہیں کہ کیسے میرا ہاتھ بیڑے کے کنارے میں جا اٹکا اور بیڑے میں میرے جاننے والے موجود تھے وہ مجھے دیکھتے ہی جلال ! جلال ! پکارنے لگے اور مجھے پکڑ کر پانی سے نکالا اور بیڑے میں سوار کیا۔ مجھ سے پہلے میرے ساتھ والے مصری صاحب بیڑے میں موجود تھے انکی حالت مجھ سے زیادہ خراب تھی پنکھے میں آجانے کی وجہ سے زخم بھی کافی لگے۔ میرے ساتھ بھی ایسا ہوتا مگر اللہ تعالیٰ نے محبوب سجن سائیں کے صدقے میں مجھے محفوظ فرمایا۔

دوران مراقبہ اولیاءاللہ کی طرف سے بشارت

برانچ میرانا کہ کے فقیر عباس علی دودا بتاتے ہیں کہ جب میں رینجرز میں تھا تو میرا ٹرانسفر ٹھٹھہ شہر میں ہوا۔ میں وہاں موجود بزرگوں کے مزارات کی زیارت کے لیے گیا۔ سندھ کے مشہور و معروف بزرگ حضرت مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی رحمۃاللہ علیہ کے مزار پر حاضری دی۔ وہاں اس عاجز نے مرشد کی شان میں منقبت پڑھی۔ جس کی وجہ سے میری کیفیت عشق و مستی والی ہو گئی۔ حضرت مخدوم محمد ہاشم کی مزار کے ساتھ ہی ہمارے طریقہ

عالیہ نقشبندیہ کے مشہور بزرگ حضرت ابو القاسم رحمۃاللہ علیہ کا بھی مزار مبارک ہے۔ وہاں پر بھی اس عاجز نے مرشد سجن سائیں کی شان میں منقبت پڑھی۔ حضور سجن سائیں کی نگاہ کرم اور توجہ عالیہ کے صدقے ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ میں نے دیکھا کہ صاحب مزار حضرت ابوالقاسم رحمۃاللہ علیہ اپنی مزار مبارک سے باہر تشریف لائے اور اس عاجز کا نام لے کر سندھی میں فرمایا کہ فقیر عباس علی ادھر آؤ۔ یہ عاجز ان کی طرف گیا۔ ان سے مصافحہ کیا۔ آپ نے مجھے بغل گیر کیا سینے سے لگا کر دبایا تو عاجز کی چیخیں نکل گئیں۔ اسی اثناء میں دیکھا میرے مرشد سجن سائیں رونق افروز ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ فقیر چیخیں کیوں مار رہے ہو؟ اس عاجز نے حضور کی خدمت میں دعا کے لیے عرض کی۔ حضور نے فرمایا کہ دعا کے لیے حضرت ابوالقاسم رحمۃاللہ علیہ کو عرض کریں۔ لیکن حضرت ابوالقاسم رحمۃاللہ علیہ نے فرمایا کہ آپ دعا فرمائیں۔ پھر حضور قبلہ عالم نے دعا فرمائی۔ دعا کے اختتام پر سارا منظر آنکھوں سے غائب ہو گیا۔

دعا کے ساتھ نام کی عنایت

مورو شہر کی مشہور شخصیت جناب فتح محمد بیدار مورائی لکھتے ہیں کہ رمضان شریف کا متبرک مہینہ تھا اس کے علاوہ وہ مبارک و بابرکت آخری عشرہ بھی تھا۔ نور چشم مسعود احمد سومرو بھی محبوب کی زیارت کے لیے درگاہ پر آیا ہوا تھا۔ حضرت صاحب نے مسعود سے نوکری کے متعلق پوچھنے کے بعد فرمایا آپ کو اولاد ہے؟ مسعود نے عرض کی حضور تین بچیاں ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ بیٹا نہیں ہے؟ عرض کیا نہیں حضور۔ حضور قبلہ عالم نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور فقراء کو فرمایا کہ مسعود کے حق میں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں نیک صالح فرزند عطا فرمائے۔ جب حضور قبلہ عالم حویلی مبارک تشریف لے جانے لگے تو اچانک پلٹ کر مسعود کو فرمایا کہ اپنے بچے کا نام محمد جان رکھنا۔ مسعود کی بیوی امید سے تھیں نارمل طور پر اولاد ہوئی اور فون کر کے مجھے بتایا کہ میں نے بیٹے کا نام محمد جان رکھا ہے۔ میں نے کہا نام خوبصورت ہے سرہندی بزرگ کے نام سے مشابہت ہے لیکن تم نے یہ نام تجویز کہاں سے کیا۔ مسعود نے بتایا کہ حضرت صاحب نے دعا کے ساتھ نام بھی بتایا تھا۔

یہ حضرت صاحب کی انوکھی سخا ہے کہ ابھی بیٹا پیدا نہیں ہوا اور آپ نے نام بتادیا۔ میں نے سوچا کہ اکثر نام خاندان والے رکھتے ہیں تو حضور کے اس نام رکھنے میں کیا حکمت ہے؟ بڑی سوچ کے بعد سمجھ میں آیا کہ میرے والد کا نام جان محمد ہے اس اعتبار سے حضور نے بہترین تبدیلی فرما کر اس کا نام محمد جان رکھا۔

کشف القبور

جناب بیدار مورائی صاحب بیان کرتے ہیں کہ ڈاکٹر محمد عاشق جو جماعت کے فقیر حضور کے عاشق اور بہت محبت والے شخص تھے۔انہیں قدرت الٰہی سے بجلی کا کرنٹ لگا اور وصال کر گئے۔ان کا گھر دستگیر کالونی مورو میں ہے۔میں جب درگاہ شریف پر پہنچا تو حضرت صاحب نے فرمایا بیدار صاحب ایک فقیر وصال کر گیا ہے چلو کہ ان کے والد سے تعزیت کریں۔حضرت صاحب کے ساتھ میں بھی مورو پہنچا۔فقیر کے والد اور رشتہ دار بہت خوش ہوئے۔حضرت صاحب نے فرمایا فقیر کی مزار پر جانا ہے۔اس کے رشتہ داروں نے بتایا کہ قبرستان بہت دور ہے،کار کا راستہ بھی نہیں۔آپ نے فرمایا ہم پیدل چلیں گے۔میں نے فقیر شمس الدین کو تیار کیا کیونکہ اس نے قبر دیکھی ہوئی تھی۔ہم جب قبرستان پہنچے تو شمس الدین نے ایک نئی قبر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا قبلہ یہ فقیر کی قبر ہے۔حضرت صاحب نے مغرب کی طرف قبر کے نزدیک تقریباً دو منٹ کھڑے ہونے کے بعد فرمایا کہ فقیر شمس الدین دیکھ کہیں فقیر کی قبر دوسری نہ ہو۔فقیر شمس الدین قدم بھرتے ہوئے جلدی آگے گیا دیکھا تو فقیر کی وہ قبر ہے جو درخت کے نیچے ڈھکی ہوئی ہے۔عرض کیا حضور مجھ سے غلطی ہو گئی فقیر کی یہ والی قبر ہے۔آپ اسی طرح قبر کے ساتھ کھڑے ہوئے اور فرمایا ہاں فقیر کی قبر یہ ہے۔حضرت صاحب کو اللہ تعالیٰ نے کشف القبور کی نعمت سے بھی نوازا ہے۔مگر آپ اسے ظاہر کرنا پسند نہیں فرماتے۔

خواب میں بشارت

نوجوان فقیر غلام حسین سابقی جو فقیر محمد سابقی کے فرزند ہیں اور مورو کے رہنے والے ہیں انہوں نے بتایا کہ فوجی سلیکشن کے دوران حیدرآباد گیا۔امیدواروں کی لمبی قطار لگی ہوئی تھی۔میں بھی اسی قطار میں کھڑا ہو گیا۔کچھ وقت کے بعد ایک فوجی افسر آیا جو لائن میں کسی کو ڈھونڈ رہا تھا۔جب میری (درگاہ والی) ٹوپی پر اس کی نظر پڑی تو مجھے بازو سے پکڑ کر قطار سے نکالا اور پوچھا بیٹا تم کس درگاہ کے غلام ہو؟میں نے بتایا کہ حضور سجن سائیں کا غلام ہوں۔اس نے کہا تیرا انٹرویو ہو گیا ابھی تم گاؤں جاؤ اور میڈیکل سرٹیفکیٹ لو،ٹریننگ کا آرڈر تمہیں گھر پر مل جائے گا۔اس فوجی نے مزید بتایا کہ میں فوج میں میجر ہوں۔میں سو رہا تھا کہ سجن سائیں کی زیارت ہوئی آپ نے فرمایا ہمارا فقیر قطار میں کھڑا ہے اس کا خیال رکھنا۔میں نیند سے اٹھا اور لائن میں اس فقیر کو ڈھونڈنے لگا۔جب میری نظر درگاہ کی ٹوپی پر پڑی تو میں نے تم سے پوچھ لیا۔اس نوجوان غلام حسین نے بتایا کہ میں ابھی پنجاب میں ٹریننگ لے رہا ہوں۔

دوران تعلیم خواب میں بشارت

مولوی رحمت اللہ صاحب نے بتایا کہ حضرت سجن سائیں کو کراچی میں پڑھتے وقت شناختی کارڈ کی ضرورت پڑی۔ آپ نے فرمایا مولوی صاحب کنڈیارو میں جا کر میرا شناختی کارڈ بنوا کر لاؤ۔ مولوی صاحب نے بتایا کہ میں نے کنڈیارو پہنچ کر فارم لیا اور بھر دیا۔ مگر جب شناختی علامت کا مرحلہ آیا تو میں کنفیوز ہو گیا کیونکہ مجھے حضور کی کسی خاص نشانی کا علم نہیں تھا۔ اس وقت گاڑیوں کی آمد و رفت کم تھی اور کراچی کے سفر کا بھی مسئلہ تھا۔ اسی پریشانی کے عالم میں سو رہا تھا کہ حضرت صاحب کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ نے فرمایا مولوی صاحب آپ پریشان کیوں ہیں؟ عرض کیا حضور یہ مسئلہ ہے۔ آپ نے اپنا بایاں ہاتھ کھولا اور فرمایا یہ دیکھو درمیان کی انگلی پر تل کا نشان ہے یہ نشان لکھ لینا۔ صبح اٹھ کر فارم پر وہ نشان لکھ لیا۔ جب واپس کراچی پہنچا تو دیکھا واقعی حضور کے بائیں ہاتھ کی درمیان انگلی پر تل کا نشان ہے۔ محبوب کے بائیں ہاتھ مبارک کی درمیانی انگلی پر تل کا نشان دیکھ کر آپ کے چھوٹے ہوتے ہی سے ولایت کے آثار محسوس کیے۔

نام کا کرشمہ

ایک مرتبہ یہ عاجز محمد ابراہیم طاہری او تھل شہر سے باہر انگاریہ گوٹھ بلوچستان میں ایک جلسہ میں گیا۔ وہاں پر دوسرے بھی مقامی علماء شریک تھے۔ بعد نماز عشاء جلسہ شروع ہونا تھا۔ ہم نے جیسے ہی عشاء نماز شروع کی ایک آدمی نے آواز لگائی کہ سائیں ابراہیم کہاں ہیں۔ تو میں اس کے بلانے پر مسجد سے باہر نکلا۔ اس نے مجھ سے کچھ وضاحت کیے بغیر موٹر سائیکل پر بیٹھنے کے لیے کہا۔ میں تو ان کا مہمان تھا اس لیے بغیر چوں چرا کے بیٹھ گیا۔ جب موٹر سائیکل چلنے لگی تو میں نے دو آدمیوں کی گفتگو سنی جو کہ آپس میں کہہ رہے تھے کہ وہ رحیم بخش کے بیٹے کو جن نے پکڑا ہے۔ سائیں کو وہاں لے جا رہے ہیں۔ یہ الفاظ جب میرے کان پر پڑے تو میں بڑا پریشان ہوا کیونکہ میں نے زندگی میں کبھی بھی جن والے آدمی کو ہاتھ نہیں لگایا تھا۔ بہر حال جب وہاں گھر پر گئے تو وہ لڑکا جس کو جن نے پکڑا تھا، وہ چارپائی پر لیٹا ہوا تھا اور چیخ و پکار کر رہا تھا۔ میں جیسے ہی اندر گیا تو مجھے خوف بھی محسوس ہونے لگا۔ کیونکہ میں نے جن کا سامنا کبھی بھی نہیں کیا تھا اور نہ ہی کوئی جن بھگانے کے لیے کوئی وظیفہ یاد کیا تھا۔ بس ایک ہی وظیفہ حق سوہنا سائیں، حق سجن سائیں یاد تھا۔ میں نے اس نوجوان کو انگلی سے پکڑا اور دم کرنا شروع کیا۔ کافی دیر کے بعد جب اس سے نام پوچھا تو وہ جن لڑنے کے لیے تیار ہو گیا اور کہنے لگا کہ ہمارا نام کوئی بھی نہیں ہے۔ اس کے بعد وہ آنکھیں نکال کر مجھے گھورنے لگا وہ مجھے دھمکانے لگا تو اس کی آنکھوں سے مجھے ڈر لگ رہا تھا۔ میں نے اپنے پیر و مرشد کا تصور کیا اور ساتھ بیٹھے ہوئے اس نوجوان کے چچا جو کہ خود بھی مولوی ہیں اور دوسرے مسلک تعلق رکھتے ہیں۔ (البتہ ہمارے مرشد سے متاثر ہیں) میں نے ان سے کہا کہ ایک کاغذ چاہیے۔ وہ کاپی لیکر آیا۔ میں نے کاپی کے ورق پر واضح الفاظ میں حق سوہنا سائیں اور حق محبوب سجن سائیں لکھ کر اس مولوی صاحب کو کہا کہ اس کے سامنے کریں۔ جب اس نے یہ اسمائے گرامی سامنے کیے تو اس نے منہ مجھ سے پھیر کر دائیں طرف کر لیا۔ پھر میں نے کہا

کہ دائیں طرف سے کریں۔ جب اس طرف سے بھی کاغذ رکھا تو اس نے منہ بائیں طرف پھیر دیا، جب اس طرف بھی اس کو یہ نام دکھائے گئے تو اس نے آنکھیں بند کر دیں۔ جب جن نے آنکھیں بند کیں تو مجھ میں ہمت پیدا ہوئی کہ اب یقیناً اللہ کے حکم سے مرشد مربی کی مدد پہنچ گئی ہے۔ پھر میں نے اسے بالوں سے پکڑا اور اس سے نام پوچھا تو اس نے نام بتایا اور پھر میں نے اس سے پوچھا کہ تم اتنی ضد کیوں کر رہے تھے مجھے گھور رہے تھے تمہیں پتہ ہے کہ میں کون ہوں؟ وہ بولنے لگا کہ ''ہاں تو سجن سائیں کا مرید ہے ''۔ الفاظ کہہ کر وہ کہنے لگا کہ مجھے معافی دو میں جاتا ہوں۔ میں نے کہا کہ ایسے اجازت نہیں ملے گی پہلے یہ تو بتاؤ کہ تو اس بچے کو کیوں تنگ کرتا ہے۔ تو وہ کہنے لگا کہ بس مجھے سجن سائیں کے صدقے معافی دو آئندہ میں کسی کو تنگ نہیں کروں گا۔ میں نے کہا کہ کیا تو نے میرے پیر کی زیارت کی ہے۔ تو اس نے کہا کہ میں نے زیارت نہیں کی ہے۔ صرف نام سنا ہے میں نے اسے اپنے مرشد محبوب سجن سائیں کے زیارت کی دعوت دی تو اس نے کہا سائیں میں مسلمان ہوں انشاء اللہ میں سجن سائیں کی زیارت ضرور کروں گا۔ یہ میرے مرشد مربی کے نام کا کمال تھا ورنہ تو خود جن کا نام سن کر بھی مجھے ڈر لگتا تھا۔ لیکن میرے مرشد محبوب سجن سائیں کے اسم مبارک کی برکت سے جن خود بھاگ گیا۔

فقیر کے گھر کی حفاظت

یہ کرامت فقیر غلام رسول کنبھار عمر کوٹ گاؤں وہر و شریف بیاں کرتے ہیں کہ میں غلام رسول ایک بار رمضان شریف کے مہینے میں آخری عشرے میں اعتکاف میں بیٹھا اور میری بیوی چھوٹے بچوں کے ساتھ اکیلی گھر میں رہتی تھی۔ ایک رات میری بیوی کو بہت ڈر لگنے لگا۔ اس لیے بچوں کو لیکر تقریباً رات کو 12 بجے گھر سے نکلنے کا ارادہ کیا تا کہ والدین کے گھر جائے۔ جیسے ہی اس نے گھر سے نکلنے کی کوشش کی تو دیکھا کہ سبحان اللہ سجن سائیں باہر والے دروازے پر کھڑے ہیں۔ وہ فقیر لکھتے ہیں کہ میری بیوی نے کہا کہ میں نے سوچا کہ حضور دروازے سے ذرا ہٹ کر کھڑے ہو جائیں تو میں والدین کے گھر جاؤں۔ لیکن حضور پورے تین گھنٹے دروازے پر کھڑے رہے۔ جب روزہ رکھنے کے لیے مساجد سے اعلانات ہوئے اور پڑوسی بھی اٹھے اور روزہ رکھنے کی تیاری کرنے لگے تو میرا ڈر بھی ختم ہو گیا۔ پھر میں نے دیکھا کہ حضور سجن سائیں چلے گئے ہیں۔ پھر میں بہت خوش ہوئی صبح کو بیوی نے مجھے رات والا واقعہ لکھوا کے بھیجا۔ میں نے کہا کہ کسی کو یہ بات نہیں بتانا۔ پھر جیسے ہی میں اعتکاف سے فارغ ہوا تو بیوی نے مجھے سارا واقعہ بتایا۔ یہ کامل مرشد کی کی مہربانی تھی کہ اپنے فقیروں کے گھروں کی حفاظت ان کی غیر موجودگی میں فرما رہے ہیں۔

حق سجن سائیں کہنے کا فائدہ

مولانا ساجد علی صاحب بتاتے ہیں کہ کنڈیارو شہر میں میری ملاقات عبدالوحید چنہ سے ہوئی۔ میں نے ان سے درگاہ اللہ آباد شریف اور سلسلہ عالیہ کا تعارف کروایا۔ عبدالوحید چنہ نے بتایا کہ میں تین سال سے نوکری کررہا تھا لیکن ابھی پراجیکٹ ختم ہوگیا ہے اور میں بے روزگار ہوں دعا کریں کہ نوکری مل جائے۔ میں نے اسے کہا کہ درگاہ اللہ آباد شریف پر چلیں تو حضور سے دعا کروائیں۔ دوسرے دن فجر کی نماز پر میں اور عبدالوحید اور ان کا بھائی منظور احمد اور ایک رشتہ دار ایک ساتھ آئے۔ فجر کی نماز کے بعد حضور سجن سائیں سے مصافحہ کے بعد بیعت کی ذکر لے کر مراقبہ کے بعد جب واپس ہوئے تو میں نے کہا کہ روزانہ سونے کے وقت ''حق سجن سائیں'' 300 دفعہ پڑھ کے سویا کر۔

اس کے بعد عبدالوحید یہ ورد کرتا تھا۔ پھر عصر کی نماز پر آیا تو میں نے اسے درگاہ اللہ آباد والی ٹوپی پہنائی کہ اب یہ نہ اتارنا۔ اور پھر دوسرے دن جو کہ جمعہ کا دن تھا نوشہرو فیروز سے عبدالوحید کو فون آیا کہ تمہاری نوکری کا آرڈر ہوگیا ہے آج ہی چلے آؤ۔ تو وہ جمعہ کے دن نوشہرو فیروز آفیس میں پہنچ گیا اور آفیسروں نے بتایا کہ تم کل سے یعنی ہفتہ کے دن سے ڈیوٹی پر آجاؤ۔ ہفتہ کے دن شام کو ڈیوٹی سے واپس آیا تو کہنے لگا ''حق سجن سائیں ڈیوٹی مل گئی''۔

آگے عبدالوحید چنہ نے بتایا کہ جب مجھے نوکری ملی تو ایک دوست نے کہا بھائی تمہیں کیسے نوکری مل گئی میں تو بہت پریشان ہوں، بے روزگار ہوں نوکری بھی نہیں ملتی۔ غریب آدمی اب کیا کرے۔ تو عبدالوحید نے کہا کہ نوکری تیار ہے بس تم ایک کام کرو۔ اس نے کہا کہ کونسا کام کروں؟ تو عبدالوحید نے کہا کہ ''حق سجن سائیں'' 300 بار پڑھو۔ تھا تو وہ مخالف جماعت سے تھا لیکن مجبور ہو کر روزانہ 300 بار ''حق سجن سائیں'' پڑھنے لگا۔ ایک ہفتہ بھی نہیں گذرا تو اس کو بھی میرے ساتھ ایک ہی فیلڈ میں ڈیوٹی مل گئی۔ اب وہ میرے ساتھ ڈیوٹی کرتا ہے۔

دل کا آپریشن

جناب فقیر حاجی قادر بخش صاحب (کراچی) نے بتایا کہ میرے دل کے وال بند ہوگئے۔ مجھے جناح ہسپتال میں داخل کرایا گیا۔ ڈاکٹروں نے کہا کہ تیرے دل کے تین وال بند ہیں تیرا آپریشن بہت مشکل ہے۔ اگر کریں گے تو بھی آپ کی جان کو خطرہ ہے، نہیں کرتے تو بھی آپ کے چند دن ہیں۔ بہرحال ڈاکٹروں نے جب مایوس کیا تو اور کوئی در نظر نہیں آیا سوائے مرشد مربی کے در کے۔ میری خوش قسمتی کہ انہی ایام میں سیدی و مرشدی حضور قبلہ عالم محبوب سجن سائیں مرکز ٹول پلازہ کراچی تشریف فرما ہوئے۔ میں نے مولانا خلیفہ محمد رحیم طاہری صاحب کو عرض کی کہ سائیں آپ بھی آئیں اور میری حضور سے ملاقات کروائیں۔ سائیں محمد رحیم صاحب مجھے لیکر مرکز آئے وہاں ظہر نماز پر حضور قبلہ عالم سے ملاقات ہوئی۔ میں نے اپنی تمام

رپورٹز جو کہ ڈاکٹروں نے مجھے دیں تھیں محبوب مرشد کو دکھائیں اور حضور قبلہ عالم نے رپورٹز دیکھنے کے بعد فرمایا کہ فقیر وحاجی صاحب کے لیے دعا کریں۔ حضور نے دعا فرمانے کے بعد فرمایا کہ فقیرا ابھی گھبراؤ نہیں آپ ٹھیک ہو جائیں گے۔ اس دن سے لیکر آج تک نہ کسی ڈاکٹر کے پاس گیا ہوں اور نہ کوئی دوائی لی ہے۔ الحمد للہ سات سال کا عرصہ ہو چکا ہے میں بالکل ٹھیک ٹھاک ہوں اپنی دکان اور دیگر کاروبار کرتا ہوں۔ یہ میرے مرشد مربی کی دعا کا صدقہ ہے کہ بقول ڈاکٹر ز میری زندگی ختم ہو چکی تھی مگر حضور قبلہ عالم کی خصوصی توجہ اور نظر عنایت کے تصدق اللہ تعالیٰ نے مجھے نئی زندگی عطا کی۔

آنکھوں دیکھا ایک عجیب منظر

فقیر حاجی قادر بخش چنہ صاحب (کراچی) بتاتے ہیں کہ حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہٗ کے وصال مبارک کے بعد میں محبوب سجن سائیں مدظلہ العالی سے باقاعدہ طور پر بیعت نہیں ہوا تھا۔ کیونکہ سوہنا سائیں کے بعد میں مطمئن نہ تھا لیکن فقراء کے ساتھ بے دلی سے پروگراموں میں آتا تھا۔ ایک دفعہ محبوب سجن سائیں کا لسبیلہ کا دورہ تھا۔ میں ٹرانسپورٹ کے شعبہ سے منسلک تھا فقراء نے میری بس بک کروائی اور کہا کہ آپ کو بھی لسبیلہ چلنا ہے میں نے اپنے پیارے دوست فقیر محمد میاں شیخ صاحب کو اپنے ساتھ لیا (شیخ صاحب بھی سوہنا سائیں کے مرید تھے) جب ہم لسبیلہ پہنچے تو وہاں علاقہ میں کچے راستے تھے اور راستوں کی حالت بہت خراب تھی۔ وہاں حضور قبلہ عالم کی گاڑی پھنس گئی۔ مجبوراً حضور قبلہ عالم گاڑی سے اترے لیکن مٹی اتنی تھی کہ پاؤں زمیں پر رکھتے ہی مٹی کے اندر دھنس جاتا تھا۔ جو بھی فقیر اترا یہی حال تھا۔ مگر جب محبوب سجن سائیں اترے تو انکے پاؤں کی طرف میں نے نظر کی تو حضور کے پیر مبارک زمیں کو چھو نہیں رہے تھے بلکہ اوپر اوپر نظر آرہے تھے۔ یہ ماجرہ میں نے اپنے ساتھ کھڑے دوست میاں شیخ کو بھی دکھایا اس نے بھی تصدیق کی۔ اور جب فقراء اور حضور ہمارے قریب پہنچے تو فقراء کے جوتے تو جوتے شلواریں بھی مٹی سے خراب تھیں۔ مگر حضور قبلہ عالم کی نعلین مبارک پر ذرا سی بھی مٹی نظر نہیں آئی۔ یہ بھی میں نے شیخ میاں کو دکھایا۔ حضور کی یہ کرامت دیکھ کر ہم دونوں باقاعدہ محبوب سجن سائیں سے بیعت ہوئے۔ اور اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تا قیامت ان کی غلامی میں رکھے آمین۔

مصیبت کے وقت غیبی امداد کرنا

محترم و مکرم مولانا مفتی خلیفہ محمد رحیم طاہری صاحب جو کہ مدرسہ روح الاسلام طاہریہ او تھل کے مہتمم اعلیٰ بھی ہیں اپنی زندگی میں آنے والے ایک عجیب واقعہ کی منظر کشی کرتے ہیں۔

بتاتے ہیں کہ جب میں جامعہ عربیہ غفاریہ میں پڑھتا تھا۔ اس زمانے میں میں مدرسہ سے چھٹی پر گھر گیا۔چند دن گھر میں رہا۔انہی دنوں میں ہماری بہن کی طبیعت خراب ہوگئی۔ان کے ساتھ ڈلیوری کا مسئلہ تھا۔تکلیف اتنی زیادہ تھی کہ ایک دن اور ایک رات گذر گئے لیکن مسئلہ حل نہیں ہو رہا تھا۔جہاں تک اسپتال لے جانے کا مسئلہ تھا تو ایک طرف سے غربت دوسری طرف دیہاتی لوگ۔ہماری بہن سسرال میں تھیں وہ اسے ہسپتال لے جانے کے لیے تیار نہ تھے۔وہاں لوکل لیڈی ڈاکٹرز تھیں انہوں نے اپنی بہت کوشش کی مگر مسئلہ حل نہ ہو سکا۔والدہ نے بالکل مایوس ہو کر میرے ساتھ بات کی کہ اب بچنے کی امید بالکل کم ہے چوبیس گھنٹے گذر چکے ہیں مگر ڈلیوری نہیں ہو رہی۔جب والدہ کی ناامیدی والی کیفیت میں نے دیکھی تو میں گھر سے وضو کر کے باہر کھیتوں کی طرف نکلا۔وہاں ایک صاف جگہ پر میں دو نفل مشائخ نقشبند کے ایصال ثواب کی نیت سے پڑھے اور شجرہ عالیہ نقشبند یہ پڑھ کر اپنے مرشد مربی کے وسیلہ جلیلہ سے دعا مانگی اور اپنے شیخ کامل کی طرف متوجہ ہو کر آنکھیں بند کر کے بیٹھ گیا۔اچانک مجھے کسی کی آمد محسوس ہوئی جو نہی میری آنکھیں کھلیں تو ظاہر بظہور جسمانی صورت میں حضور محبوب سجن سائیں مد ظلہ العالی کو سامنے پایا۔جیسے ہی حضور قبلہ عالم پر میری نظر پڑی میں حضور کی طرف چلنے لگا تو حضور ہماری بہن کے گھر کی طرف چلنے لگے جو کہ تھوڑے فاصلے پر تھا۔حضور میرے آگے چل رہے تھے میں حضور کے پیچھے۔ حضور قبلہ عالم نے فرمایا ''محمد رحیم گھبراؤ نہیں پیران کبار کے صدقے میں انشاءاللہ مسئلہ حل ہو جائے گا اور آپ کی بہن ٹھیک ہو جائیں گی ''۔حضور قبلہ عالم نے جیسے ہی یہ الفاظ مبارک فرمائے تو اپنے شیخ کامل کی اتنی عظیم مہربانی دیکھ کر مجھ پر عجیب کیفیت طاری ہوگئی اور میری آنکھیں بند ہو گئیں۔میں رونے لگا جو نہی میری آنکھیں کھلیں تو حضور قبلہ عالم غائب تھے۔مجھے یقین ہو گیا کہ اب مسئلہ حل ہو گیا۔میں جو نہی گھر کے باہر پہنچا والدہ باہر نکلیں اور مجھے مبارک دینے لگیں کہ تجھے بھانجہ پیدا ہوا ہے۔الحمد للہ میرے پیر و مرشد کی مہربانی سے وہ ہمشیرہ بھی خوش ہیں اور بھانجا بھی آج حضور قبلہ عالم کا غلام ہے۔

شادی کی پریشانی کا دور کرنا

کنڈیارو سے مولانا ساجد علی گھانگھرو بیان کرتے ہیں کہ اس عاجز کو شادی کے حوالے سے سخت پریشانی لاحق تھی ۔کہیں سے بھی اس حوالے سے امید نہیں تھی اور حالت اس حد تک پہنچی تھی کہ مجھے لگتا تھا کہ عمر بھر شاید میری شادی ہو ہی نہیں سکے گی۔ایک رات حضور قبلہ خواجہ سجن سائیں مد ظلہ العالی خواب میں نظر آئے آپ نے فرمایا کہ میاں ساجد تم پریشان نہ ہو انشاءاللہ جلد تمہاری شادی ہو جائے گی۔صبح کو اٹھا تو بہت خوش ہوا اب امید بھی پیدا ہو گئی کہ اللہ تعالیٰ کے ولی نے تسلی دی ہے تو یقینا جلد ہی شادی ہو جائے گی۔

حضور سجن سائیں کو خواب میں دیکھنے کے پندرہ دن کے اندر اندر خود بخود ایک طرف سے شادی کا پیغام آیا اور حضور کی دعا سے شادی کی تاریخ بھی پکی ہوگئی۔اب مجھے یہ فکر لاحق ہوئی کہ شادی کے لیے اخراجات کہاں سے آئیں گے کیونکہ میرے پاس تو رقم تھی ہی نہیں۔رمضان المبارک

1427 ہجری میں ایک دن صبح کی نماز کے بعد حضور کی صحبت میں بیٹھا ہوا تھا اور حضور کی پیشانی میں غور سے دیکھ رہا تھا اور دل میں عرض کر رہا تھا کہ حضور رشتہ کا انتظام فرما دیا ہے اب شادی کا بھی انتظام کر دیں۔ جب حضور گھر جانے لگے تو مجھے بلا لیا اور فرمایا میاں ساجد تم نے گھر کہاں بنوانا ہے اور شادی کب کر رہے ہو؟ حالانکہ میں نے ابھی شادی کے بارے میں بھی حضور کو مطلع نہیں کیا تھا اس کے بعد اس عاجز کے حال کو خود جان کر میری مالی مدد بھی کر دی اور حضور قبلہ عالم کی توجہ عالیہ سے بقیہ معاملات بھی مرحلہ وار حل ہوتے چلے گئے یہ سب حضور کی خصوصی نگاہ و کشف کا اثر تھا۔

رشوت دینے سے بچالیا

محمد نواز سب انسپکٹر سیالکوٹ بتاتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرے گھر کی بجلی کا میٹر خراب ہو گیا اور زیادہ بل آنے لگا تو میں نے لائن سپریڈنٹ واپڈا سے بات کی اس نے کہا کہ آپ کے گھر کا میٹر تبدیل کر دیں گے مگر یہ کام بغیر پیسوں (رشوت) کے نہیں ہو گا۔ میں نے مجبوراً اُسے پیسے دیے۔ پھر اس نے کہا کہ دو دن کے بعد آپ کا نیا میٹر لگ جائے گا اور پھر زیادہ بل آیا اس کی بھی درستگی کروا دوں گا۔ دوسرے دن میری اور لائن سپریڈنٹ واپڈا کی نارووال بائی پاس پر ملاقات ہوئی تو وہ کہنے لگا کہ آپ کے پیچھے کوئی بزرگ ہستی ہے۔ وہ کہنے لگا کہ جس دن آپ سے پیسے لیے اسی رات ایک نوجوان بزرگ سفید لباس، سفید پگڑی میں اس نے مجھے جگایا اور فرمانے لگے تو نے ہمارے فقیر سے پیسے لیے ہیں۔ فقیر تو محکمہ پولیس میں ہوتے ہوئے پیسے نہیں لیتا۔ فقیر کے پیسے واپس کر دیں اس کا نیا میٹر لگاؤ اور جو بل 1400 روپیہ آیا ہے اس کی بھی درستگی کروا کر دیں۔ لائن سپریڈنٹ واپڈا کہنے لگا کہ میں ہاتھ باندھ کر اس نوجوان بزرگ کے آگے عرض کرتا رہا کہ جناب جو آپ فرما رہے ہیں اسی طرح میں کروں گا۔ جب بزرگ جانے لگے تو ان کے پیچھے سوَ نف کے پودے اگنے لگے۔ پھر بزرگ غائب ہو گئے۔ یہ بات سنتے ہوئے میں بھی رو رہا تھا اور لائن سپریڈنٹ واپڈا بھی رو رہا تھا۔ میں نے اسے بتایا کہ یہ نوجوان بزرگ محبوب سجن سائیں مدظلہ العالی میرے پیر و مرشد ہیں۔ اسی روز لائن سپریڈنٹ واپڈا اور لائن مین واپڈا دونوں میرے گھر آئے۔ انہوں نے پرانا خراب میٹر اتار کر نیا میٹر لگوا دیا اور چار سو روپے بھی مجھے واپس کر دیے۔ چند دنو ں بعد جو بل 1400 سو روپیہ تھا اس کی بھی درستگی کروا کر دے دیا۔ میں سوچ رہا تھا کہ حضور محبوب سجن سائیں مدظلہ العالی نے ایسی مہربانی فرمائی کہ کوئی ٹیلیفون پر رابطہ نہیں ہوا کوئی خط و خطابت نہیں ہوئی کیا سندھ کیا نارووال پہنچ کر فقیر کی مشکلات دور کر رہے ہیں۔

بارہ سالہ درد ایک نظر سے ختم

حکیم محمد سعید صاحب جو F.I.A اسلام آباد میں ملازم ہیں، لکھتے ہیں کہ بارہ سال سے جوڑوں میں شدید درد تھا۔ گھٹنوں میں درد کا اتنا شدید حملہ ہوتا تھا کہ پاؤں گھسیٹ گھسیٹ کر چلتا تھا۔ حکماء، ڈاکٹر حضرات سے علاج کروا کروا کر مالی و جانی طور پر بے بس ہو چکا تھا۔ جہاں کہیں کسی بزرگ کے بارے میں علم ہوتا حاضر خدمت ہو کر دعا کے لیے عرض کرتا تھا لیکن کسی قسم کا افاقہ نہیں ہو رہا تھا۔ اسی کرب والم میں زندگی بسر ہو رہی تھی کہ فقیر مظفر حسین قریشی رحمۃ اللہ علیہ کے توسط سے حضور قبلہ عالم مدظلہ العالی کا تعارف ہوا۔ ''ڈوبتے کو تنکے کا سہارا'' کے مصداق اس عاجز نے بھی سندھ کی طرف رخت سفر باندھا۔ ایک بیمار آدمی، اتنا طویل سفر۔ شدت مرض میں اور اضافہ ہوتا چلا گیا۔ یہ سالانہ عرس مبارک 1992ء کی بات ہے۔ چھ دن دربار عالیہ پر قیام کیا لیکن ملاقات نصیب نہ ہوئی۔ آخر ساتویں دن قسمت نے ساتھ دیا پریشانی و تکلیف میں گرا ہوا جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو پھوٹ پڑا اور کہا کہ اتنا طویل سفر کر کے حاضر ہوا ہوں چھ دن ہو گئے ہیں دربار پر حاضر ہوں، 12 سال سے اس تکلیف میں مبتلا ہوں کوئی نظر کرم فرمایئے۔ حضور قبلہ عالم مسکرائے اور فرمایا کہ چھ دنوں میں فرق محسوس نہیں ہوا؟ میں عرض کیا کہ ذرہ برابر بھی افاقہ نہیں ہوا بلکہ تکلیف میں اضافہ ہوا ہے۔ قربان جاؤں اس ادائے بے نیازی پر دونوں جہانوں کی لذتیں اپنے محبوب کے قدموں میں نچھاور کر دوں۔ آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا مفتی عبدالرحمٰن صاحب سے تعویذ حاصل کریں۔ میں جب مفتی عبدالرحمٰن صاحب کے پاس حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا مجھے خود گھٹنوں میں درد ہے میں کیا تعویذ دوں گا۔ جب مفتی عبدالرحمٰن صاحب کو عرض کیا گیا کہ حضور قبلہ عالم کا حکم ہے تو مفتی صاحب نے فوراً تعویذ بنا کر دیا۔ اور آج 16 سال گذرنے کے باوجود کبھی بھی مجھے جوڑوں کا درد نہیں ہوا۔

اب مجھے سمجھ میں آیا کہ درد تو ایک بہانہ تھا۔ اب اس سے بھی بڑا درد درد عشق مجھے ستانے لگا۔ پہلے عشق و محبت کی باتیں کتابوں میں پڑھی تھیں، علماء سے کیفیات کا سنا تھا لیکن اب میں خود ان کیفیات سے گذر رہا تھا۔ مجھے اپنے محبوب کا انداز تکلم کچھ اس طرح بھا گیا کہ کوئی لمحہ کوئی وقت انکی یاد و محبت سے خالی نہ رہا۔ مجھے ہر ساعت اپنے محبوب کا تصور ستانے لگا۔ میں نے کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ اتنی بڑی عظیم دولت مجھ جیسے نکمے کو حاصل ہو جائے گی۔ خدا کی قسم اس دولت پہ اگر دنیا وما فیہا کو قربان کر دیا جائے تو وہ بھی کم ہے۔ اللہ سلامت رکھے سجن سائیں کو کہ جنہوں نے مجھ جیسے ایک نہیں ہزاروں لوگوں کے دلوں کو درد عشق سے آشنا کر دیا وہ لوگ جو ذلت و گمراہی کی دلدل میں پھنس چکے تھے جو اپنی زندگی سے مایوس ہو چکے تھے جو معاشرہ کے لیے ناسور بن چکے تھے جن کے کردار کی وجہ سے لوگ ان سے نفرت کرتے تھے میرے سجن سائیں کی ایک نظر کرم نے انکو اس مقام تک پہنچایا کہ آج وہ محبتوں کے داعی ہیں، عشق و محبت جیسی عظیم دولت سے خود بھی مالا مال ہیں اور دوسرے لوگوں کو بھی اس نعمت عظمیٰ سے مستفیظ کر رہے ہیں۔ اور ملک و ملت میں ایک اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔

قرض سے نجات

مولانا راہب علی بتاتے ہیں کہ میں گاؤں رانول گھانگھر و 2000ءمیں چھوٹے بچوں کو پڑھاتا تھااور مجھے جلسہ کرانے کا بہت شوق تھا۔اس شوق کی وجہ سے حضور قبلہ عالم کا بھی اسی دیہات کے گاؤں میں رمضان شریف کے مہینے میں جلسہ کرایا۔جس پر آپ بہت خوش ہوئے اور بہت مہربانی فرمائی۔اس گاؤں میں ایک شخص کمال الدین رہتا تھا۔جس کو اولاد نہیں تھی۔اس نے تین شادیاں کی ہوئی تھیں آخری شادی کو تقریباً 20سال گذر چکے تھے اور اب چوتھی شادی بھی کی۔شادی کے بعد مجھ سے کہا کہ چار شادیاں کی ہیں لیکن اولاد نہیں ہو رہی۔عاجز کی ایک عادت ہے کہ جو بھی مجھ سے کچھ واسطہ رکھتا ہے تو میں اسے کہتا ہوں کہ لگاؤ حق سجن سائیں کا نعرہ۔میں نے اسے بھی یہی کہا کہ کتنے ہی حکیموں سے علاج کروایا ہے، 60سال عمر ہو گئی ہے اب تیرا علاج ایک ہی ہے اگر تو کہے میں تو بتاؤں۔اس نے کہا کہ بتاؤ۔میں نے کہا کہ کل ظہر کی نماز درگاہ اللہ آباد شریف میں آکر پڑھو لیکن پہلی صف میں حضرت صاحب کے پیچھے آکر کھڑے ہو جانا پھر نماز کے بعد حضرت صاحب کی پیشانی میں غور سے دیکھ اور دعا مانگ کہ یااللہ اپنے اس کامل ولی کے صدقے میں ناامید نہ کرنا اور اپنے ساتھ مصری، الائچی، کھجور اور پانی لے کے آنا ان پہ دم کرواکے خود بھی پینا اور اپنی بیوی کو بھی پلانا۔پھر دوسرے دن کمال الدین تقریباً 1:30بجے درگاہ شریف پر آگیا۔مسجد شریف میں بیٹھا۔جب نماز کا ٹائم ہوا تو عاجز سے ملا۔پھر حضرت صاحب کے پیچھے نماز پڑھی دعا جامع سب کے لیے ہوئی۔اس نے فقط دل میں ارادہ کیا اور پانی وغیرہ دم کرواکے گھر لے گیا اور اپنی بیوی کو پلایا۔اب وہ روزانہ ظہر کی نماز درگاہ شریف پر پڑھنے لگا۔کچھ ٹائم گذرا تو بتایا کہ اب گھر والی امید سے ہو گئی ہے۔پھر کچھ دن گذرے تو بتایا کہ میں نے ٹریکٹر لیا ہے دل میں ارادہ کیا تھا کہ پہلے ٹریکٹر درگاہ پر گھماؤں گا۔اب ٹریکٹر لیا ہے۔وہ ربیع الاول کا مہینہ تھا میں نے کہا کہ عرس کا مہینہ ہے جو کچھ دینا چاہتے ہو تو وہ بھی عرس کے لیے لے آنا۔پھر ٹریکٹر بھی لے کے آیا اور کچھ سامان بھی لے آیا۔ٹریکٹر گھما کر جب واپس جا رہا تو بولا کہ بھائی حق سجن سائیں نے میرے اوپر کرم کر دیے۔کچھ دنوں کے بعد اس کو چوتھی شادی سے بیٹا ہوا۔آج وہ ہی کمال جو اتنے عرصے سے اولاد کے لیے بھٹکتا رہا اس در کا غلام ہے اور اولاد جیسی عظیم نعمت سے مالا مال ہے۔

موت کے سفر سے واپسی

محمد شفیق طاہری حضور قبلہ عالم سے محبت کرنے والے اور ایک درد دل رکھنے والے انسان ہیں۔مرشد عالم کی محبت کا تبلیغ دین کا شوق انکی خصوصیات میں سے ہے۔آپ لکھتے ہیں کہ مرکز روح الاسلام لاہور کے ساتھ ہی کرایہ کے مکان میں رہائش پذیر تھے ،میرا بیٹا محمد طیب گھر سے باہر نکلا بدقسمتی سے بیدیاں روڈ پر بہت بری طرح وین کی زد میں آگیا۔وین کا ٹائر محمد طیب کے اوپر سے گذر گیا۔کچھ لوگوں نے بچے کو عادل ہاسپیٹل پہنچایا اس کے

بعد نہایت ہی نازک حالت میں C.M.H لاہور میں منتقل کر دیا گیا۔ان دنوں عاجز کی ڈیوٹی C.M.H لاہور میں آپریشن تھیٹر میں تھی۔بچے کو انتہائی نگہداشت میں رکھا گیا۔اس عاجز کو سرجن نے کہا کہ بچہ اب اللہ کی امانت ہے۔بچہ اس تشویش ناک حالت میں تھا کہ کئی سرجنوں کا کیس بن چکا تھا۔نیرو سرجن،آئی سرجن،ENT سرجن۔اس سخت ایکسیڈنٹ کے سبب بچے کی بائیں آنکھ کی پتلی اندر کی طرف دھنس گئی تھی۔فقیر محمد اقبال نے فون پر حضور قبلہ عالم کو ساری صورت حال عرض کی۔حضور قبلہ عالم نے نہایت شفقت فرماتے ہوئے خصوصی دعاؤں سے نوازا۔محمد طیب کی Head انجری ہو گئی تھی ظاہری صورت بہت خراب تھی۔ایکسیڈنٹ کے تیسرے دن اس عاجز نے محمد طیب کو آواز دی اور اللہ اللہ پکارا تو بچے نے آنکھ کھول دی اور کہا اللہ اللہ۔دوبارہ فقیر نے پکارا حق سجن سائیں تو بچے نے بھی کہا حق سجن سائیں۔محمد طیب ہوش میں آگیا اور کہا ابو صبح صبح حضور سجن سائیں تشریف لائے تھے۔بس اتنی بات کی اور محمد طیب پھر بے ہوش ہو گیا۔یاد رہے کہ اس وقت محمد طیب کی عمر 5 یا 6 سال تھی اس نے حضور قبلہ عالم کی زیارت بھی نہیں کی تھی۔اس بات کو سن کر میرا حوصلہ بڑھ گیا کہ اس کیس کو تو حضور قبلہ عالم خود سنبھال رہے ہیں ڈاکٹروں کا تو فقط ایک بہانہ ہے۔یہ حضور قبلہ عالم کی نظر عنایت کا ہی اثر تھا کہ اتنا سخت ایکسیڈنٹ اور اتنی بے ہوشی لیکن چھٹے دن ہم محمد طیب کو گھر لے آئے۔اب محمد طیب کی آنکھ کا مسئلہ تھا جو کہ ایکسیڈنٹ کی وجہ سے کالی پتلی اندر کو دھنس چکی تھی اور آنکھ پوری طرح حرکت ہی نہیں کر پا رہی تھی۔تین ماہ بعد جب سالانہ عرس مبارک فقیر پور شریف حاضری ہوئی ہے میں نے دل میں سوچا اگر آئی سرجن ناامید ہو گیا ہے تو اس سے بڑا سرجن میرا سجن سائیں ہے سالانہ عرس مبارک پر تین دفعہ حضور قبلہ عالم سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا لیکن تبلیغی احوال کے علاوہ اور کچھ عرض نہ کر سکا۔درگاہ سے واپسی پر دل میں خیال آیا کہ گھر جا کر کیا بتاؤں گا حضور قبلہ عالم سے دعا کے لیے عرض تو کیا ہی نہیں۔انہیں سوچوں میں گم جب یہ عاجز گھر پہنچا تو دیکھا کہ گھر میں خوشی کا سماں ہے گھر والوں نے بتایا کہ بچے کی آنکھ بالکل ٹھیک ہو گئی ہے۔میرے یقین میں اور اضافہ ہو گیا کہ یہ میرے پیر سجن سائیں کی کرامت ہے جہاں آئی سرجن ناامید ہو گیا وہاں میرے مرشد کی ایک نظر نے کمال کر دکھایا۔یقیناً جہاں انسانی سوچ کی انتہاء ہوتی ہے وہاں سے اولیاء کا فیض شروع ہوتا ہے جس کا احاطہ کرنا عقل انسانی کے بس کی بات نہیں۔یہ میرے پیر کی نگاہ کرم ہے کہ آج محمد طیب بالکل ٹھیک حالت میں ہے اور حضور کا غلام ہے اور ایک بہترین زندگی گذار رہا ہے۔

تیری اک نظر کا کمال ہے۔میری زندگی کا سوال ہے

فقیر اعجاز احمد راولپنڈی CMH میں سروس کرتے ہیں۔بتاتے ہیں کہ ایک سال قبل میں سخت بیمار ہو گیا۔مسلسل بخار کی تکلیف رہنے لگی کھانسی کے ساتھ پھیپھڑوں میں پانی جمع ہو گیا۔لگاتار تین سے چار ماہ بیمار رہنے کی وجہ سے سخت کمزوری ہو گئی میری اس کیفیت کو دیکھ کر اکثر لوگ کہتے تھے کہ اس کا زندہ رہنا محال ہے کوئی دوا اثر نہیں کر رہی تھی۔اسی کرب و الم میں اپنے مرشد کو یاد کرتے ہوئے سویا تو رات خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ میرے مرشد محبوب سجن سائیں تشریف لائے اور میرے دل پر انگلی مبارک رکھ کر ذکر قلبی کی نعمت سے مستفیض فرمایا میرے دل اور زبان پر بھی اللہ

اللہ کاورد جاری ہوگیا۔ صبح اٹھتے ہی مجھے اپنے جسم میں قدرے بہتری محسوس ہوئی حضور سجن سائیں کی نظر کرم سے میرا جسم بالکل ٹھیک ہوگیااور میں تندرست ہوگیا۔ یہ میرے مرشد کی وسعت قلبی کا مظاہرہ تھا کہ مجھ جیسے ادنی کو اپنی نظر سے صحت یاب بھی کردیااور ذکر جیسی نعمت سے بھی نوازا۔

سخت ایکسیڈنٹ اور آپ کی توجہ سے محفوظ رہنا

محمد جاوید طاہری صاحب فیصل آباد سے لکھتے ہیں کہ حضور قبلہ عالم کادربار پیر مٹھاچک نمبر 562گ۔ب جڑانوالہ میں پروگرام تھا۔ حضور کی زیارت کرکے ہم بذریعہ کار واپس آرہے تھے کہ راستے میں ایک ہیوی ٹرک اچانک گاڑی کے سامنے آگیا ، میری زبان سے اچانک اللہ اللہ حق سجن سائیں کی آواز نکلی۔ اس آواز کانکلنا تھا کہ جیسے کسی غیبی طاقت نے مجھے اپنی آغوش میں لے لیاہو ۔ ہماری گاڑی ٹرک کی زد میں آکر تقریباًختم ہوچکی تھی ، جب لوگوں نے ہمیں کار سے باہر نکالا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ اتنا سخت ایکسیڈنٹ ہونے کے باوجود ہمارے جسم پرایک خراش تک نہیں آئی تھی۔ یہ سب میرے مرشد مربی قبلہ محبوب سجن سائیں مدظلہ العالی کی نگاہ عنایت کا صدقہ ہے اتنی بڑی آفت میں ہم نے اپنے شیخ کے دیے ہوئے سبق کے مطابق اللہ اللہ حق سجن سائیں پکارا تو ہم سلامت رہے۔

زندگی میں انقلاب اور خیالات فاسدہ سے اجتناب

محمد امین جو حضور قبلہ عالم کے غلام ہیں لکھتے ہیں میرا سارا خاندان سخت عقائد کا حامل تھا۔ میرے خیالات انہی کی طرح تھے۔ روزگار کے سلسلے میں جب میں حیدرآباد گیااور وہاں سے جب شوگر ملز میں گیاوہاں مزوری شروع کی، وہاں بھی ہم خیال لوگ مل گئے اسی طرح زندگی کا سفر جاری تھا کہ ایک دفعہ جب بازار سے گذر رہے تھے توراستے میں دیکھا کہ ایک شخص چند لوگوں کے مجمع میں کھڑاہے اور انکو کچھ ہدایات دے رہاہے۔ جب میں بھی وہاں پہنچاتو دیکھا کہ وہ باریش شخص لوگوں کو اپنے پیر کا پیغام پہنچارہاتھا۔ مجھے بھی اس نے دربار شریف پر چلنے کی دعوت دی ۔ میں تو ویسے ہی ایسے لوگوں کا مخالف تھالیکن اس کے ساتھ چلنے کا وعدہ کرلیا۔ جب میں دربار عالیہ پر پہنچاتو مجھے عجیب کیفیت محسوس ہوئی۔ مجھے دلی تسکین و فرحت حاصل ہوئی۔ پیروں کے بارے میں میرے خیال میں تبدیلی آنے لگی وہاں دربار عالیہ پر مجھے ہر طرف نور کی بارش ہوتی ہوئی محسوس ہورہی تھی۔ وہاں کاماحول شریعت مطہرہ کی پابندی، اتنے باکمال لوگ اوران کااخلاق، انکی محبت مجھے بہت بھانے لگی۔ میری سوچ کے مطابق تو یہ تھا کہ حضرت نے سبز رنگ کا چوغاپہنا ہوگا، گلے میں تسبیحات لٹک رہی ہوں گی، ہاتھ میں موٹارنگین ڈنڈاہو گا، اور بھی بہت سارے خیالات دل میں جنم لے رہے تھے لیکن یہاں تو معاملہ ہی بالکل مختلف تھا۔ اب یہ جستجو بڑھتی جارہی تھی کہ کب وہ موقعہ آئے کہ میں حضرت پیر صاحب کی زیارت کروں۔ ایک ایک لمحہ میرے لیے صدیوں پر محیط

تھا۔ پھر وہ وقت آگیا کہ اذان ہوئی ہر کوئی اپنا کام چھوڑ کر نماز کی تیاری میں مصروف ہو گیا۔ جب مسجد میں پہنچا تو دیکھا کہ لوگ حضرت کے انتظار میں کھڑے ہیں نعت و منقبت کا عجیب سماں بندھا ہوا تھا، سب کی نظر حضرت کے کاشانہ پر لگی ہوئی تھی۔ بس پھر کیا تھا، کیسا تھا وہ لمحہ، بعض اوقات ایسی کیفیات ہوتی ہیں جن کو آپ الفاظ کے روپ میں نہیں ڈھال سکتے۔ میری بھی کیفیت ایسی تھی۔ ایسی مدہوشی کے عالم میں میں نے نماز ادا کی۔ حضور قبلہ عالم حویلی مبارک تشریف لے گئے لیکن میری زندگی ہی بدل چکی تھی میرے ساتھ آنے والے دوست واپسی کی تیاری میں مصروف تھے لیکن میں اپنے ہوش و حواس کو کھو بیٹھا تھا۔ میری نظر میں میرے محبوب کا ہی چہرہ تھا۔ میں نے ان کو کہا کہ بھائی آپ جاؤ میں یہیں رکوں گا۔ یہی میری منزل ہے۔ اب دوسری نماز کے انتظار میں تھا کہ کب حضرت تشریف لائیں تو میں ان کے جلوؤں کا نظارہ کروں میرے شیخ کی سب سے بڑی کرامت مجھ جیسے ناکا رہ کو عشق و محبت کی دولت سے مالامال کر دیا اور ایک نظر سے ہی میری زندگی کی کائیہ پلٹ دی۔

ڈوبنے سے بچالیا

فقیر علی حسن نے بتایا کہ ایک دفعہ میں جیسے ہی گھر پہنچا تو دیکھا کہ خواتین رو رہی ہیں، کہنے لگیں فلاں بچی گم ہو گئی ہیں۔ بچی تا لاب میں گر گئی تھی۔ ہم تالاب پر پہنچے دیکھا کہ بچی مکمل طور پر پانی میں ہے اوپر صرف بال تیر رہے ہیں۔ فوراً بچی کو پانی سے نکالا اور حق سجن سائیں کہتے ہوئے بچی کو زمین پر لٹا دیا تو اس کے منہ اور ناک سے پانی بہنے لگا تقریباً آدھا گھنٹے بعد بچی رونے لگی اور پھر اٹھ کر بیٹھ گئی۔ الحمد للہ تاحال وہ بچی زندہ ہے اور عینی گواہ بھی موجود ہیں۔

حقیقت نما خواب

خلیفہ مولانا عبدالغفور مری صاحب کراچی سے بیاں کرتے ہیں کہ ایک بار خواب میں اپنے آپ کو مسجد نبوی میں محسوس کیا اور دیکھا کہ حضو ر قبلہ عالم سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ اور حضرت صاحبزادہ سجن سائیں مدظلہ العالی گنبذ خضریٰ سے باہر تشریف لا رہے ہیں۔ حضرت سجن سائیں مدظلہ العالی کے گلے میں گلاب کے پھولوں کا ہار تھا۔ حضرت سوہنا سائیں رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مولوی عبدالغفور اب آپ تبلیغ میں سجن سائیں مدظلہ العالی کے ساتھ جایا کریں اب ساری امانت حضو ر انور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو عطا فرمائی ہے۔ اس خواب کے چند ہی دن بعد حضور سوہنا سائیں قدس سرہ انتقال فرما گئے اور سجن سائیں مدظلہ العالی آپ کے جانشین مقرر ہوئے۔

ایک عجیب کرامت جسے عقل نہ مانے

محمد فیصل طاہری بھنبھر واور نگی ٹاؤن کراچی سے بیان کرتے ہیں

خلیفہ سائیں عبدالعزیز کے شادی کے پروگرام میں جانا تھا۔ عاجز کے کپڑے استری نہیں کیے ہوئے تھے ماموں کے گھر گیا تو وہاں سے استری نہیں ملی عاجز کو بڑا دکھ ہوا کہ میں سائیں کے پروگرام میں شریک نہیں ہو سکوں گا اور گھر آکر وہ جلی ہوئی استری اٹھائی جس کی وائرنگ جل گئی تھی۔ اس کا پلگ لگایا اور میں نے کہا اگر خواجہ سجن سائیں ولی کامل ہیں تو آج یہ استری ٹھیک ہو جائے گی۔ جیسے ہی میں نے بٹن آن کیا استری کی لائٹ آن ہو گئی اور یہ عاجز کپڑے استری کرنے لگا تو والدہ کمرے میں آئی اور کہا کہ یہ تو جل گئی تھی۔ جب میری دادی جان کو یہ کرامت معلوم ہوئی تو وہ کہنے لگیں بے شک تمہارا پیر کامل ہے۔ میری والدہ اس کرامت کے بعد حضور قبلہ عالم کے بیعت میں آگئیں۔

بغیر علاج کے السر سے نجات

فقیر محمد اعجاز طاہری چک نمبر 1 سانگھڑ سے بتاتے ہیں کہ 2007 کی بات ہے فقیر محمد بوٹا کو معدے کی السر کی وجہ سے برا حال ہو گیا تھا۔ رمضان شریف سے کچھ دن پہلے اس نے روٹی کھانا چھوڑ دی تھی صرف تھوڑا سا دودھ پیتا تھا۔ اس کے سارے رشتہ دار جمع ہو گئے تھے۔ یہ چارپائی پر پڑا ہوا تھا۔ یہ عاجز فقیر محمد بوٹا کو ملا اور بتایا کہ ہمارا ارادہ دربار شریف پر اعتکاف میں بیٹھنے کا ہے تو فقیر محمد بوٹا نے کہا کہ دل تو میرا بھی بہت کر رہا ہے لیکن میری ہمت اجازت نہیں دیتی۔ میں تو صرف دودھ پیتا ہوں اور کوئی چیز نہیں کھا سکتا تو اس عاجز نے کہا کہ آپ ارادہ کر لیں انشاءاللہ دربار شریف کا لنگر کھانے سے شفا ہو جائے گی تو فقیر نے تیاری کر لی۔ یہاں آکر دو دن تو صحیح گذر گئے تیسرے دن اس کو سخت تکلیف شروع ہو گئی اور اس نے بغیر سحری کیے روزہ رکھا۔ دوسرا دن بھی اسی طرح گذارا اور بغیر سحری کئے اس نے روزہ رکھا جب بالکل بے بس ہو گیا تو اس نے عصر کی نماز کے بعد حضور سجن سائیں کو عرض کیا کہ حضور یہ تکلیف ہے اور روزہ بھی نہیں رکھا جا رہا تو حضور نے دعا فرمائی اور فرمایا دودھ سے سحری کیا کرو اور جو بقایا روزے تھے حضور نے روزانہ سحری کے ٹائم گھر سے دودھ بھیجنا شروع کر دیا ۔ وہ دن اور آج کا دن ایک سال گذر گیا ہے دوبارہ اس کو یہ تکلیف نہیں ہوئی۔ یہاں پر جب فقیر محمد بوٹا کے ساتھ یہ مسئلہ تھا تو اس کے گھر میں اس کی بیوی کو سخت تکلیف شروع ہو گی اور اتنی زیادہ Bleeding ہوئی کہ ڈاکٹروں نے جواب دے دیا اور فقیر کے گھر والے اس کی بیوی کو گھر لے آئے اور آپس میں مشورہ کیا کہ فقیر محمد بوٹا کو اطلاع کریں یا نہیں۔ تو کچھ رشتہ داروں نے کہا کہ اس کو اطلاع نہ دیں۔ عین اسی وقت جب یہاں پر حضور سجن سائیں نے فقیر محمد بوٹا کے لیے دعا فرمائی تو وہاں اس کے گھر میں اسکی بیوی بھی ٹھیک ہونا شروع ہو گئی اور جب فقیر محمد بوٹا اعتکاف ختم کر کے عید پر گھر پہنچا تو اس کی بیوی بالکل ٹھیک تھی۔ فقیر کے مطابق ایسا لگتا تھا جیسے یہ بیماری ہوئی ہی نہیں۔''

عروج ولایت

مورو شہر کے معروف تاجر فقیر محمد اکبر میمن بتاتے ہیں کہ میرے والد حضرت پیر مٹھار حمۃاللہ علیہ کے زمانے سے حضور کے مرید تھے۔ حضور پیر مٹھا کے وصال کے بعد وہ حضور سوہنا سائیں نور اللہ مر قدہ کے بیعت ہوئے۔ ہمارے گھر کا ماحول شروع سے ہی فقیرانہ تھا اور ہم بچپن میں درگاہ فقیر پور شریف اور درگاہ اللہ آباد حاضری کے لیے آتے تھے۔ محمد اکبر میمن صاحب کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت خواجہ سجن سائیں کے ساتھ والی بال کھیل رہے تھے۔ حضور سجن سائیں نے کھیل کے دوران میری طرف زور سے بال پھینکی تو مجھے غصہ آیا اور میں نے بھی زور سے بال کو حضور سجن سائیں کی طرف پھینکنے کی کوشش کی۔ کہتے ہیں کہ جیسے ہی میرا ہاتھ گیند کو لگا تو مجھے اتنی شدید تکلیف ہوئی کہ دو تین ماہ تک میرے ہاتھ کی انگلیوں میں شدید درد رہا اور میں اس ہاتھ کو حرکت دیتے ہوئے سخت تکلیف محسوس کرتا رہا۔

بتاتے ہیں کہ چونکہ حضرت سجن سائیں بچپن میں والی بال اور کرکٹ وغیرہ کھیلتے تھے مجھے یہ اپنی جہالت کی وجہ سے صحیح نہیں لگتا تھا۔ کہتے ہیں کہ ایک رات میں اپنے گھر میں سویا ہوا تھا تو خواب میں دیکھا کہ آسماں سے ایک تخت اترا ہے اور اس پر حضور سوہنا سائیں نور اللہ مر قدہ سوار ہیں آپ جیسے ہی زمیں پر اترتے ہیں تو حضور سجن سائیں کو بلاتے ہیں۔ جب حضور سجن سائیں آتے ہیں تو حضور سوہنا سائیں نور اللہ مر قدہ آپ کو بار بار گلے لگاتے ہیں اور اپنے زانو پر سلا کر محبت سے حضرت سجن سائیں کے منہ مبارک کو چومتے ہیں اور پھر اپنی زباں مبارک حضرت سجن سائیں کے منہ مبارک میں دیتے ہیں۔ محمد اکبر حسین صاحب بتاتے ہیں کہ کافی مرتبہ آپ اس طرح دہراتے ہیں اور پھر اسی تخت پر بیٹھتے ہیں اور وہ آسماں کی طرف پرواز کر جاتے ہیں۔ محمد اکبر صاحب کہتے ہیں کہ اسی اثناء میں مجھے اپنے والد صاحب کی آواز سنائی دیتی ہے جو مجھے کہتے ہیں کہ باہر تمہیں کچھ فقیر بلا رہے ہیں جب میں دروازے پر آتا ہوں تو وہ فقیر مجھے کچھ بتانے کی کوشش کرتے ہیں مگر میں ان کے بتانے سے پہلے ان کو کہتا ہوں کہ تم مجھے یہ بتانے آئے ہو کہ حضرت خواجہ اللہ بخش المعروف سوہنا سائیں نور اللہ مر قدہٗ کا انتقال ہو گیا ہے۔ یہ سن کر وہ فقیر حیرت زدہ رہ جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تمہیں کیسے پتہ چلا؟ تو میں انہیں بتاتا ہوں کہ حضور سوہنا سائیں نے مجھے خواب کے ذریعے نہ صرف اپنے وصال سے آگاہ کیا بلکہ میرے اندر کی خرابی کی وجہ سے میرے دل میں جو حضور خواجہ محبوب سجن سائیں کے بارے میں موجود اعتراضوں کا جواب دے کر میری ہدایت اور رہنمائی کا سامان پیدا کیا۔

ایک فقیر کا ایمان افروز واقعہ

گلشن حدید کراچی سے نذیر احمد اجن اپنے بھائی شبیر احمد کا واقعہ بیان کرتے ہیں جو کہ اپنے اندر بندگان خدا کی رہنمائی کا ساماں رکھتا ہے۔

نذیر احمد اجن بیان کرتے ہیں کہ ان کے چھوٹے بھائی شبیر احمد اجن سنہ 1993ء میں حضرت خواجہ محبوب سجن سائیں کے دست بیعت ہوئے۔ان کے والد گرامی نواب احمد اجن صاحب(جو اسٹیل مل میں بہت بڑے عہدے پر فائز ہیں) پیری فقیری کو نہیں مانتے تھے اور اپنے بیٹے شبیر احمد اجن کو بھی سختی سے حضرت خواجہ سجن سائیں کی صحبت میں جانے سے منع کرتے تھے۔نذیر احمد اجن بتاتے ہیں کہ والد صاحب کی وجہ سے ہم سب گھر والوں کا مزاج بھی اسی طرح کا تھا اور ہم سب شبیر احمد کو منع کرتے تھے اور اس کا مذاق اڑاتے تھے۔لیکن شبیر احمد نے کبھی روکنے ٹوکنے کی پرواہ نہیں کی اور نہ ہی وہ گھر والوں کے مذاق کا برا مناتا تھا۔وہ اکثر اپنے والد گرامی اور بڑے بھائی نذیر احمد اجن کو کہتا تھا کہ آپ صرف ایک بار میرے پیر کی دربار پر چلو اور ان کی زیارت کرو۔اگر آپ کو سکون اور مزہ نہ ملا تو میں بھی ان کی مریدی چھوڑ دوں گا۔مگر انہوں نے کبھی بھی اس کی بات نہیں مانی۔شبیر احمد اپنے بھائی نذیر احمد کو اکثر کہا کرتا تھا کہ ابھی تو تم میرے پیر کی صحبت میں نہیں چل رہے لیکن دیکھنا ایک دن ایسا آئے گا میرے بعد سب گھر والوں میں سے تم ہی میرے مرشد سے زیادہ محبت کرو گے۔14 فروری 1999ء میں شبیر احمد حضرت خواجہ محبوب سجن سائیں کے خلیفہ مشتاق احمد شر صاحب کو اپنے گاؤں کھبڑی نزد کھسرڑا شہر پروگرام کے لیے لے گئے۔پروگرام کے دوسرے دن انہوں خلیفہ مشتاق احمد شر اور دوسرے رشتہ داروں کو بتایا کہ رات میں نے خواب میں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے۔میں نے اپنے والدین اور دیگر گھر والے حضور سجن سائیں کی دربار اللہ آباد شریف میں حاضر ہوتے دیکھا ہے اور ان سب نے حضور سے ملاقات کی ہے۔یہ دیکھ کر میں خوشی سے جھوم رہا ہوں اور پھر میں نے دیکھا میرے گھر والے واپس جارہے ہیں اور میرے والد مجھے کہہ رہے ہیں کہ شبیر واقعی تیرا مرشد کامل ہے۔اور جب میرے والدین واپس جارہے ہیں تو میں دیکھتا ہوں کہ میں دوسری طرف مدینے شریف کی طرف جارہا ہوں اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم اسی طرح کھڑے میری طرف دیکھ رہے ہیں۔یہ خواب سن کر خلیفہ مشتاق احمد شر صاحب نے انہیں مبارک باد پیش کی اور کہا کہ جلد ہی تیرا پرانا خواب پورا ہو جائے گا اور تیرے تمام خاندان والے حضور سجن سائیں کے مرید ہوں گے۔اسی دن شبیر احمد جامشورو پہنچا جہاں پر وہ سندھ یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کر رہا تھا۔اسی شام اسے فوڈ پوائزن کی تکلیف ہوئی۔اس کے روم میٹ اسے ڈاکٹر کے پاس لے گئے مگر کوئی افاقہ نہیں ہوا۔شبیر احمد نے اپنے روم میٹز سے کہا کہ میرے گھر فون کرو کہ وہ آئیں اور مجھے لے کر جائیں۔ایسا نہ ہو کہ مجھے کچھ ہو جائے اور تم پریشانی میں پھنس جاؤ۔انہوں نے گھر فون کیا اور شبیر احمد کے والد نواب احمد اجن صاحب آئے اور شبیر احمد کو گلشن حدید کراچی لے گئے۔کراچی میں ڈاکٹروں کو دکھایا اور دوائی لینے کے بعد شبیر احمد کی طبیعت سنبھل گئی۔رات کے وقت شبیر احمد نے اپنی والدہ سے کہا کہ مجھے وضو کے لیے پانی دیں۔والدہ نے کہا کہ اس وقت نماز کا وقت نہیں ہے۔شبیر احمد نے کہا اچھا پھر مجھے کلی کرادیں۔والدہ نے کلی کرنے کے لیے پانی دیا شبیر احمد نے کلی کی اور اللہ اللہ کا ذکر کرتے ہوئے بستر پر سو گئے اور کچھ دیر کے بعد جب انہیں آواز دی گئی انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔یہ دیکھ کر گھر والے پریشان ہو گئے اور قریب موجود ڈاکٹر مشتاق شیخ صاحب کو بلالیا۔انہوں نے جب شبیر احمد کا معائنہ کیا تو کہا کہ مجھے سمجھ نہیں آرہی۔میری میڈیکل کی قابلیت مجھے یہ بتارہی ہے کہ شبیر احمد فوت ہو چکا ہے مگر عجیب بات یہ ہے کہ اس کا دل ابھی تک چل رہا ہے۔اس کے بعد ہم فوری طور پر شبیر احمد کو اسٹیل مل کی ہاسپیٹل لے گئے وہاں کے ڈاکٹروں نے بھی شبیر احمد کا معائنہ کرکے کہا کہ یہ فوت ہو گئے ہیں مگر حیرانگی کی بات یہ ہے کہ ان کا دل ابھی تک

چل رہاہے۔ڈاکٹر مشتاق شیخ صاحب نے بتایا کہ شاید اس کے دل پر نقشبندی سلسلے کے کسی بزرگ کی انگلی لگی ہوئی ہے،اسی لیے اس کا دل ذکراللہ میں مشغول ہے لیکن حقیقت میں یہ فوت ہو چکے ہیں۔البتہ دل ان کا اسی طرح چلتا رہے گا۔نذیر احمد بتاتے ہیں کہ اس کے بعد ہم شبیر احمد کو گھر واپس لائے اور غسل دینے کے لیے جب ان کی قمیص چاک کی گئی تو میں نے اپنی آنکھوں سے یہ منظر دیکھا کہ ان کا دل چل رہا تھا اور جسم کے اوپر دل کی جگہ پر حرکت محسوس ہو رہی تھی۔بعدازاں شبیر احمد کو غسل اور کفن دینے کے بعد دفن کے لیے اپنے آبائی گاؤں لے گئے۔چونکہ راستے میں درگاہ اللہ آباد شریف واقع ہے اس لیے نذیر احمد کے کہنے پر شبیر احمد کو درگاہ اللہ آباد شریف لایا گیا تاکہ نذیر احمد کا کہنا ہے کہ میں نے سوچا کہ اس کی اللہ آباد شریف اور حضور سجن سائیں سے بہت محبت تھی تو یہاں سے گذرتے ہوئے اللہ آباد ضرور چلنا چاہیے تاکہ حضور سجن سائیں شبیر احمد کا آخری دیدار فرمائیں۔حضور قبلہ محبوب سجن سائیں کو جیسے ہی اطلاع ملی آپ اسی وقت حویلی سے باہر تشریف لائے اور شبیر احمد کا جسد خاکی جس ایمبولنس میں رکھا ہوا تھا آپ اسی میں تادیر بیٹھے رہے۔نذیر احمد بتاتے ہیں کہ میں حضور سجن سائیں کے ساتھ ہی گاڑی میں موجود تھا۔حضور سجن سائیں نے شبیر احمد کے چہرے سے کفن ہٹا کر ان کے گالوں کو چھوا اور فرمایا ہمیں یقین ہے کہ بیشک یہ جنتی ہے کیونکہ یہ ذاکر ہے اور اس وقت بھی اس کا ذکر جاری ہے اور آج یہ بہت خوش و مطمئن ہے کیونکہ یہ اپنے رب کے حضور میں کامیاب ہو کر جارہا ہے۔نذیر احمد کہتے ہیں حالانکہ ہم نے حضور سجن سائیں سے شبیر احمد کا ذکر چلنے کا کوئی بھی تذکرہ نہیں کیا تھا مگر آپ نے دیکھتے ہی فرمایا کہ اس کا ذکر جاری ہے۔اس کے بعد جب حضور ایمبولنس سے اترے تو نذیر احمد نے اپنے والد نواب احمد اجن صاحب سے کہا جو دور کھڑے ہوئے تھے ''آپ چل کر حضور سجن سائیں سے ملیں'' مگر نواب صاحب نے کہا کہ جس کو ملنا تھا اس نے مل لیا یہی کافی ہے۔مگر نذیر احمد نے اصرار کیا کہ حضور سجن سائیں آپ کے انتظار میں کھڑے ہیں آپ چلیں اور ان سے ملیں۔اس کے بعد نواب احمد صاحب حضور سجن سائیں سے ملنے آئے۔جیسے ہی حضور سجن سائیں سے ملے تو حضور سجن سائیں نے آگے بڑھ کر ان کو گلے سے لگایا اور کافی دیر تک اپنے بانہوں میں لیے رکھا۔نواب احمد اجن صاحب بتاتے ہیں کہ میں دوسرے خیالات کا آدمی تھا اور پیروں فقیروں سے دور رہتا تھا اسی لیے میں حضور سجن سائیں سے ملنے نہیں گیا صرف نذیر احمد کے کہنے پہ حضور سجن سائیں سے ملنے چلا گیا۔کہتے ہیں کہ جواں بیٹے کی فوتگی نے میرے اندر کو غم سے بھر دیا تھا اور دل کے اندر ایسی بے چینی تھی جو مجھے آرام سے بیٹھنے نہ دیتی تھی۔بیٹے کی فوتگی کے بعد کافی سارے لوگ مجھے پرسہ دینے کے لیے گلشن حدید کراچی میں آئے تھے اور ان میں اس جماعت کے بڑے بڑے علماء و اکابرین بھی شامل تھے جس میں میں شامل تھا لیکن دل کے اندر جو تکلیف تھی وہ بڑھتی ہی جارہی تھی۔مگر جیسے ہی حضور سجن سائیں نے مجھے اپنے گلے سے لگایا تو میری آنکھیں خود بخود آنسو بہانا شروع ہو گئیں اور ایسے لگا جیسے مجھے کوئی ہمدرد اور یار غار میسر آگیا ہو۔میں کافی دیر تک حضور سجن سائیں کے گلے لگ کر روتا رہا،آپ نے مجھے تسلی دینے کے لیے کافی سارے الفاظات فرمائے اور شبیر احمد کے والد ہونے کی حیثیت سے اللہ عزوجل کی طرف ملنے والے انعامات کا ذکر کیا۔کہتے ہیں جیسے ہی حضور سجن سائیں سے مل کر واپس ہوا تو میرے اندر میں جو بے چینی و بے قراری تھی اور شدت غم سے جتنی تکلیف تھی وہ سب کی سب دور ہو چکی تھی اور میرے اندر سکون و طمانیت چھا چکی تھی۔جیسے ہی نواب احمد صاحب واپسی کے لیے اللہ آباد شریف سے نکلے تو بے اختیار ان کی زباں سے بار بار یہ نکل رہا تھا کہ ''شبیر احمد واقعی تو سچا تھا اور تیرا مرشد کامل ہے۔'' نواب احمد صاحب کی زباں

سے نکلنے والے یہ الفاظ شبیر احمد کے خواب کی سچائی کی گواہی دے رہے تھے جس نے اپنے خواب میں دیکھا تھا میرے والد گرامی آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں اللہ آباد شریف آئے ہیں اور حضور سجن سائیں سے ملے ہیں اور ان سے ملاقات کے بعد مجھے کہہ رہے ہیں کہ شبیر احمد واقعی تیرا مرشد کامل ہے۔نذیر احمد اجن صاحب آگے واقعہ ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ شبیر احمد کے روم میٹ جو ہاسٹل میں ان کے ساتھ رہتے تھے وہ تعزیت کے لیے آئے اور واپس چلے گئے اور تین دن کے بعد پھر آئے اور نذیر احمد اجن صاحب کو اس نے پیسے دیے اور ان کو بتایا کہ یہ پیسے شبیر احمد اجن کے ہیں۔ نذیر احمد اجن صاحب نے ان سے پوچھا کہ اتنے دنوں کے بعد آپ نے پیسے واپس کیوں کیے۔ تو اس روم میٹ نے بتایا کہ یہ پیسے میں نے اٹھا لیے تھے اور واپس دینے کا ارادہ نہیں تھا لیکن ایک رات میں سویا ہوا تھا کہ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ جب میں نے دروازہ کھولا تو سامنے شبیر احمد کو پایا۔ میں نے اس سے کہا کہ آپ تو فوت ہو گئے ہیں اور میں آپ کی تعزیت بھی کر کے آیا ہوں تم یہاں کیسے ؟ یہ سن کر شبیر احمد نے کہا کہ میرے پیسے تو نے اپنے پاس رکھ لیے ہیں، تو آخر کتنے دن تک اس میں سے کھائے گا اور آخرت میں اس کا کیا جواب دے گا۔ تو میں نے اس کو ایک خواب سمجھ کر اس بات کو چھوڑ دیا لیکن دوسری اور تیسری رات بھی اسی طرح ہوا تو میں خوفزدہ ہو گیا صبح اٹھتے ہی آپ کو پیسے لوٹانے آیا ہوں۔

فقیر مرحوم شبیر احمد اجن کا یہ واقعہ جہاں ایک طرف ہمیں ذاکر بندوں کا شرف و شان بتاتا ہے اس کے ساتھ یہ واقعہ اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ اللہ اپنے پیاروں کے صدقے تقدیریں بدل دیتا ہے اور ہدایت و رہنمائی کا ساماں پیدا فرماتا ہے۔''

مشکل گھڑی میں امداد

فیصل بھنبھرو صاحب کراچی سے لکھتے ہیں

ٹھٹھہ کے علائقے مکلی سے آگے والد صاحب کے کزن رہتے تھے جس کی بیٹی کی شادی تھی اس لیے وہ شادی کا کچھ ضروری سامان لینے کراچی آئے تھے۔ انہوں نے والدہ کو رکھنے کے لیے پیسے دیے ،امی نے پیسے پرس میں رکھ دیے پھر جب انہوں نے پیسے مانگے تو امی نے جہاں پرس رکھا تھا وہاں پرس موجود نہیں تھا۔ امی پریشان ہو گئیں کہ پرس کہاں گیا؟ پورا گھر ڈھونڈا لیکن پرس کہیں بھی نہیں ملا۔ امی بہت پریشان تھیں مغرب کی نماز پڑھی اور پلنگ پر لیٹ گئیں اور دل میں یہ کہنے لگیں کہ میرا بیٹا کہتا ہے سجن سائیں اس صدی کے غوث ہیں ولی کامل ہیں اور کامل ولی کی یہ پہچان ہے کہ اسے جس وقت پکارو وہاں مدد کے لیے حاضر ہو جاتے ہیں۔ اگر سجن سائیں واقعی ولی کامل ہے تو آج میری مدد کرے گا ابھی یہ خیال کیا ہی تھا کہ لائٹ چلی گئی اور امی کمرے کے دروازے پر بیٹھ گئیں اور زیادہ زیادہ سے دو منٹ گذرے ہوں گے کہ لائٹ دوبارہ آ گئی اور امی نے دیکھا کہ جہاں پلنگ پر وہ لیٹی تھیں وہاں تکیے کے برابر میں پرس رکھا ہوا ہے۔

آپریشن بذریعہ خواب

لاڑکانہ سے محترم عرفان علی عباسی صاحب اپنے ایک قریبی رشتہ دار علی نواز کی حکایت بیان کرتے ہیں

عرفان صاحب بتاتے ہیں کہ علی نواز کلہوڑو صاحب (جنہیں سب پیار سے ماموں کہتے ہیں) اپنے گاؤں خاوند ڈنو کلہوڑو تعلقہ میرو خان میں نماز عصر کے وقت مسجد کے قریب موجود نلکے سے وضو کر رہے تھے۔ مسجد روڈ کے نزد ہی واقع ہے۔ اچانک ایسا ہوا کہ ایک ہائی ایس ویگن اپنے ڈرائیور سے بے قابو ہو گئی اور نلکے پر وضو کرتے ہوئے علی نواز سے جا ٹکرائی۔ عرفان صاحب بتاتے ہیں کہ ویگن اتنی اسپیڈ میں تھی کہ وہ نلکہ بھی زمین سے اکھڑ گیا۔ علی نواز صاحب کو شدید چوٹیں آئیں اور ان کی ٹانگ سات جگہوں سے ٹوٹ گئی۔ جب لاڑکانہ میں ڈاکٹر جگدیش کمار کے پاس علی نواز کو لایا گیا اور انہوں نے معائنہ کیا اور آپریشن کے بعد لوہے کی راڈ ڈالی۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ افسوس کی بات ہے کہ سات جگہ سے ٹانگ ٹوٹ گئی ہے شا ید اب یہ پوری عمر بیسا کھی کے بغیر چل نہ پائیں۔ علی نواز صاحب بتاتے ہیں کہ اسی رات میں نے ہاسپٹل میں خواب دیکھا کہ حضرت خواجہ محبوب سجن سائیں ڈاکٹروں کا لباس پہنے میرے پاس تشریف لائے ہیں اور ان کے ساتھ صاحبزادہ سائیں دیدہ دل صاحب بھی ہیں۔ حضور سجن سائیں نے مجھے کہا علی نواز فکر نہ کرو ہم تمہارا آپریشن کرتے ہیں یہ کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے جلد ہی تمہاری ٹانگ ٹھیک ہو جائے گی۔ اس کے بعد حضور سجن سائیں نے میرا آپریشن کیا اور آپریشن کے بعد اپنا دم کیا ہوا پانی میرے ٹانگ پہ ڈالا۔ علی نواز صاحب نے مسلسل تین راتوں تک یہ خواب دیکھا۔ کچھ دنوں کے بعد جب د و بارہ ڈاکٹر صاحب نے ان کا چیک اپ کیا تو کہنے لگا میں حیران ہوں اس کی اتنی جلد بہتر رکوری کیسے ہو گئی ہے۔ عرفان صاحب بتاتے ہیں کہ خواب کے ایک ماہ بعد علی نواز نے سائیکل چلانا شروع کیا اور کچھ عرصہ میں بالکل ٹھیک ٹھاک ہو گئے۔ اور قمبر شہداد کوٹ ضلع میں سپاہیوں کی بھرتی کے لیے درخواست دی۔ جب سپاہیوں کی ٹیسٹ کے لیے دوڑنے کی ریس ہوئی تو اس میں سات جگہوں سے ٹانگ ٹوٹنے والے علی نواز صاحب سب سے اول نمبر پر رہے۔

حضور سوہنا سائیں کی حقیقی تصویر

مولانا محمد رمضان صاحب حضور قبلہ عالم محبوب سجن سائیں کے بہت ہی پیارے خلیفہ ہیں اور عرصہ دراز حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہٗ کی صحبت عالیہ سے مستفید ہوتے رہے اور حضور قبلہ عالم کے حکم سے دربار پیر مٹھا GB562. میں خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

لکھتے ہیں کہ حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہٗ کی شفقتوں نوازشوں سے اس عاجز کے دل میں حضور کی محبت اس حد تک سرایت کر گئی تھی کہ ہر وقت میں آپ کی یاد میں محو رہتا تھا۔ سنہ 1983ء میں جب حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہٗ کی قدم بوسی کرنے کے بعد فیصل آباد پہنچا تو چند دنوں

کے بعد اطلاع پہنچی کہ حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہٗ وصال فرما چکے ہیں۔ یہ خبر مجھ پر بجلی بن کر گری۔ میں اپنے محبوب کی جدائی میں غرق دربار عالیہ پر حاضر ہوا۔ ایک مرد قلندر کی جدائی محبین پر کیسے گذرتی ہے اس کا نظارہ میں نے اپنے محبوب کے وصال کے وقت دیکھا جس کو الفاظ کے روپ میں نہیں ڈھالا جاسکتا۔

چونکہ سلسلہ نقشبندیہ میں تجدید بیعت ضروری ہوتی ہے اس لیے اس عاجز نے بھی حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہٗ کے فرزندار جمند حضور سجن سائیں مد ظلہ العالی کے دست اقدس پر بیعت کی۔ کچھ دنوں کے بعد یہ عاجز دربار اللہ آباد شریف مزار شریف پر حاضر ہوا اور ختم شریف پڑھنے کے بعد دعا کی اور میں نے دل ہی دل میں عرض کی کہ حضور میں نے حضور محبوب سجن سائیں کی بیعت تو کی ہے لیکن جو محبت مجھے آپ کی ذات سے تھی وہ میسر نہیں۔ میں بہت پریشان ہوں حضور نظر کرم فرمائیں۔ کہتے ہیں کہ اسی دن شام کو یہ عاجز حضور سجن سائیں مد ظلہ العالی کی حویلی مبارک کے سامنے حضور کی زیارت کے لیے کھڑا تھا۔ جیسے ہی حضور سجن سائیں نماز کے لیے تشریف لائے تو میں نے دیکھا کہ حضور سجن سائیں ہو بہو حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہٗ تھے۔ میں نے دیکھا کہ سرخ داڑھی سفید چادر میں ملبوس مکمل حضور سوہنا سائیں ہی تھے۔ میں دوسری نماز تک سوچتا رہا۔ دوبارہ پھر نماز شروع ہونے سے پہلے حویلی مبارک کے دروازہ پر حاضر ہوا۔ جب حضور تشریف لائے تو پھر وہی منظر میری آنکھوں کے سامنے تھا۔ میری آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور میں نے اپنے آپ کو ملامت کی کہ دیکھا حضور محبوب سجن سائیں مکمل حضور سوہنا سائیں کی تصویر ہیں اور تو دل میں کیا سوچتا رہا۔ تیرے لیے یہ ہی سوہنا سائیں ہیں اور اس طرح حضور سجن سائیں نے اپنی بصیرت کاملہ سے اس عاجز کو اپنی محبتوں سے نوازا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ ہمارے حضور سجن سائیں کا فیض دنیا بھر میں عام کردے۔

اولاد نرینہ دلادی

محترم علامہ مولانا محمد عثمان جلبانی صاحب بیان کرتے ہیں کہ لاڑکانہ شہر کے عبد الرزاق میمن صاحب جو جماعت اصلاح المسلمین ضلع لاڑکانہ کے ضلعی خزانچی ہیں ان کو اولاد نرینہ نہیں تھی۔ سترہ سال پہلے ایک بیٹی پیدا ہوئی تھی اس کے بعد کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ عبدالرزاق صاحب نے کسی کا بیٹا گود لیا ہوا تھا اور اسی کو پال رہے تھے۔ ایک دن میں نے عبد الرزاق صاحب سے کہا کہ تو کسی اور کا بیٹا کیوں پال رہا ہے۔ جواب میں عبدالرزاق نے بتایا کہ بیٹے کی اولاد نہیں ہوئی اور سترہ سال پہلے بیٹی پیدا ہوئی تھی اور اب تو بیوی کی عمر بھی زیادہ ہوگئی ہے اب تو بچہ پیدا ہونے کے امید بھی نہیں ہے۔ یہ سن کر میں نے کہا کہ یہ تو کوئی بات ہی نہیں چلو حضور قبلہ عالم محبوب سجن سائیں مد ظلہ العالی کی خدمت میں چلتے ہیں اور یہ گذارش کرتے ہیں کہ اے اللہ کے پیارے ہمارے لیے اللہ کی بارگاہ میں دعا کریں کہ اللہ مجھے اولاد نرینہ سے نوازے۔ اور مجھے یقین ہے کہ اللہ اپنے پیارے ولی کی دعا کبھی رد نہیں کرے گا۔ ہم تمام ضلعی عہدیداران برائے لاڑکانہ حضرت سجن سائیں کی خدمت میں پہنچے اور حضور نے ملاقات کے وقت پوچھا کہ کیسے آئے ہیں؟ تمام عہدیداران

نے عرض کی کہ حضور فقیر عبدالرزاق کو اولاد نرینہ نہیں ہے ان کے لیے اولاد نرینہ کی دعا کروانے کے لیے حاضر ہوئے ہیں۔ حضور نے سن کر دعا فرمائی اور کہا کہ انشاءاللہ اللہ رب العزت اپنی مہربانی سے نوازے گا۔ جب ہم واپس پہنچے تو ایک دو ماہ کے بعد فقیر عبدالرزاق نے بتایا کہ ان کی بیوی جس کو سترہ سال سے اولاد نہیں ہوئی تھی اس کو حمل ہو گیا ہے اور حضرت خواجہ مرشد سجن سائیں مدظلہ العالی کی دعا مبارک کے ٹھیک دس ماہ بعد انہیں اللہ نے بیٹا عطا فرمایا۔ عرصہ سترہ سال بعد مرشد و مربی کے توسل سے اللہ تعالی کی طرف بیٹے کا عطا ہونا جہاں ایک طرف عبدالرزاق شیخ صاحب کے گھرانے کے لیے خوشیوں کا پیغام لایا وہاں اپنے مرشد و مربی سے ان کی محبت اور تعلق میں اور بھی اضافہ کا باعث بن گیا۔ فقیر عبدالرزاق نے اپنے بیٹے کا نام محمد اسماعیل رکھا ہے اور اب وہ چلنے پھرنے کی عمر تک پہنچ گیا ہے۔

داتا صاحب کی طرف سے حضور سجن سائیں کے دربار پر جانے کا حکم

حکیم سید سجاد حسین شاہ بخاری خطیب جامع مسجد چشتیہ رضویہ فاروق آباد شیخوپورہ لکھتے ہیں کہ میری یہ مزار حضرت داتا گنج بخش رحمۃاللہ علیہ پر حاضری کی پانچویں جمعرات تھی جب یہ عاجز حسب سابق دو نفل ادا کر کے دعائے استخارہ پڑھ کر مزار شریف کی جالیوں کو پکڑے ایک عجیب کیفیت میں داتا گنج بخش رحمۃاللہ علیہ سے رہنمائی مانگ رہا تھا، کسی مرد قلندر کا معلوم کر رہا تھا جو میرے حیران و پریشان دل کو نور معرفت سے منور کر دے۔ دعا ختم کرنے کے بعد جیسے ہی رات کو گھر پہنچا تھکاوٹ کی وجہ سے لیٹتے ہی نیند آ گئی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ میں حضرت داتا صاحب کی مسجد میں حاضر ہوں اور کافی لوگ جمع ہیں۔ جب میں آگے بڑھ کر دیکھتا ہوں تو وہاں مجھے ایک نوجوان شخصیت سفید لباس سفید عمامہ اور سفید چادر میں ملبوس نظر آتے ہیں۔ لوگ ایک قطار کی صورت میں آپ کی طرف آ رہے ہیں اور آپ ان لوگوں کو قلب کی جگہ پر انگلی مبارک سے ذکر اللہ کی تلقین کر رہے ہیں ۔ میں اس خوبصورت منظر کے نظارہ میں محو تھا کہ حضور داتا گنج بخش رحمۃاللہ علیہ اپنے مزار کی طرف سے آتے ہوئے دکھائی دیے اور مجھے فرمایا یہ آپ کے مرشد ہیں۔ آپ ان سے ذکر قلبی کا وظیفہ حاصل کریں۔ میں خواب ہی میں آگے بڑھتا ہوں اور ان سے ذکر قلبی حاصل کرتا ہوں۔ جیسے ہی میں نے ان سے ذکر حاصل کیا اسی وقت میرا دل اللہ اللہ کرنا شروع ہو گیا۔ اسی اثناء میں میری آنکھ کھل گئی۔ میرا پورا جسم پسینہ سے شرابور تھا دل میں ایک عجیب کیفیت محسوس ہو رہی تھی۔ میرا دل باغ باغ تھا کہ میں اپنی منزل پالوں گا لیکن پھر دل میں خیال آیا کہ اس شخصیت کا نام تو مجھے معلوم ہی نہیں میں کہاں ان کو تلاش کروں گا۔ اسی کیفیت میں تین چار دن گذر گئے۔ میں دوبارہ داتا صاحب کی مزار پر انوار پر حاضری دینے کے لیے چل نکلا۔ جیسے ہی وضو کر کے نوافل ادا کرنے کے بعد مزار شریف کی طرف آ رہا تھا کہ صحن میں ایک عالم دین بیان کر رہے تھے اور ارد گرد کافی لوگ جمع تھے اور وہ بتا رہے تھے کہ پہلے میں سخت خیالات کا حامل تھا اور غلام اللہ خان کا کئی سال سے رفیق تھا۔ خوش قسمتی سے ایک مرد قلندر کا تعارف ہوا۔ میں انکی خدمت میں حاضر ہوا۔ انکی ایک نظر نے میری زندگی کی کایا ہی پلٹ دی۔ میرے دل میں عشق الٰہی اور عشق مصطفی کا انقلاب برپا ہو گیا۔ اس عالم دین نے اس مرد قلندر کا تعارف کرواتے ہوئے بتایا کہ

ان کا اسم گرامی محمد طاہر المعروف محبوب سجن سائیں ہے اور انکی خانقاہ کا تعارف کروایا اور بتایا کہ وہ دل پر انگلی رکھ کر اللہ کا ذکر سمجھاتے ہیں اور اگر آدمی اللہ کی محبت میں یہ ذکر قلبی کرنا شروع کر دے تو چند ہی دنوں میں اس کا دل ذاکر ہو جاتا ہے اور پھر وہ ہر وقت ذکر اللہ مشغول رہتا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ اب میں اپنے سابقہ فاسق عقائد سے دستبردار ہو چکا ہوں کیونکہ میرے پیر و مرشد نے میرے دل کی غلاظت دھو کر میرا اندر صاف کر دیا ہے بلکہ میرے اوپر مرشد کی وجہ سے یہ عنایتیں ہوئی ہیں کہ مجھے سرکار دو عالم صلّی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی ہے۔ (یہ مولوی صاحب جامع مسجد خبیب لاہور کے خطیب اور پنجاب یونیورسٹی میں ریسرچ ڈپارٹمنٹ کے پروف ریڈر ہیں) مولانا کی تقریر سن کر میرے دل نے گواہی دی کہ واقعتاً یہی وہ شخصیت ہیں جن کی خدمت میں جانے کے لیے داتا صاحب نے مجھے حکم فرمایا ہے۔ قصہ مختصر جب میں دربار عالیہ اللہ آباد شریف پر حاضر ہوا تو وہی نقشہ مجھے نظر آیا جو میں نے خواب میں دیکھا تھا اور دل بے ساختہ پکار اٹھا واقعتاً یہی وہ ولی کامل ہیں جنکے بارے میں داتا دربار سے رہنمائی ملی تھی۔ اس کے بعد جب انکی زیارت کی اور ذکر قلبی کا وظیفہ لیا تو میری زندگی میں انقلاب آگیا۔ داتا صاحب کی دوسری مہربانیوں کے ساتھ ساتھ میرے اوپر یہ بھی بڑا کرم ہے کہ میں ایک مرد قلندر کی بارگاہ میں پہنچا اور آپ کے فیوض و برکات سے استفادہ کیا اور یقین ہے اس دنیا کے ساتھ ساتھ آخرت میں بھی اللہ ہمارے اوپر اپنے مہربانی جاری رکھے گا۔

وفات کا معلوم ہو جانا

محمد اکمل طاہری صاحب فیصل آباد سے بیان کرتے ہیں کہ 7 اکتوبر 2008 کو حضور قبلہ عالم دامت برکاتہم العالیہ کا گوجرانوالہ میں پروگرام تھا۔ ہم بھی مولانا خلیفہ رمضان صاحب کے ساتھ پروگرام میں شرکت کے لیے گوجرانوالہ روانہ ہوئے۔ گوجرانوالہ پہنچنے کے بعد حضور نے عنا یت کی اور ملاقات کا شرف بخشا۔ جب یہ عاجز حضور کی خدمت میں خلیفہ صاحب کے ساتھ حاضر ہوا تو تقریباً شام کے سات بجے کا وقت تھا۔ میں نے خلیفہ صاحب کو عرض کیا کہ میں حضور کی خدمت میں بیان نہیں کر سکتا آپ حضور قبلہ عالم کی خدمت اقدس میں مؤدبانہ التماس کریں کہ میرے چچا جا ن محمد صفدر صاحب کی صحت یابی کے لیے خصوصی دعا فرمائیں۔ دوران گفتگو جب خلیفہ مولا نا رمضان صاحب نے دعا کے لیے عرض کیا تو حضور قبلہ عالم نے فرمایا آپ بتائیں آپ کی طبیعت کا کیا حال ہے۔ جب تھوڑی دیر کے بعد دوبارہ چچا جان کی صحت یابی کے لیے عرض کیا تو حضور قبلہ عالم نے دعا فرمانے کے بجائے دوبارہ پوچھا کہ مسجد کی تعمیر کا کام کس حد تک مکمل ہو چکا ہے۔ میں نے دل میں سوچا کہ حضور قبلہ عالم نے دو تین بار عرض کرنے کے باوجود دعا کے لیے ہاتھ نہیں اٹھائے پتا نہیں اس میں بھید کیا چھپا ہے۔ جب ہم واپس اپنے گھر پہنچے تو 11 بجے چچا جان خالق حقیقی سے جا ملے۔ میرے ذہن میں اپنے مرشد کا وہ نقشہ بار بار گھوم رہا تھا۔ میں سمجھ گیا تھا کہ آپ چچا جان کی وفات سے باخبر ہو گئے تھے اسی لیے آپ نے ان کی صحت یابی کی دعا نہیں فرمائی۔ حضور سجن سائیں مدظلہ العالی کی یہ کرامت ہمیں امام ربانی مجدد و منور الف ثانی نور اللہ مرقدہٗ کی یاد تازہ کراتی ہے ۔ حضرات القدس کے صفحہ

نمبر 167 میں امام ربانی کی کرامت کا ذکر ہے کہ حضرت امام ربانی کی خدمت عالیہ میں ایک مرید نے نذرانہ پیش کیا اور اپنے بیٹے کی صحت یابی کے لیے دعا کرنے کی عرض کی مگر آپ نے نذرانہ قبول نہ کیا۔ فقیر نے بہت اصرار کیا مگر آپ نے قبول نہ فرمایا۔ چونکہ یہ آپ کا طریقہ نہ لینے کا نہیں تھا اس لیے سب نے سمجھ لیا کہ اس لڑکے کی صحت یابی مشکل ہے اور اسی طرح ہی ہوا کہ اس کا بیٹا صحت یاب نہ ہو سکا اور انتقال کر گیا۔

تعارف سالار سلسلہ نقشبند حضرت خواجہ محمد طاہر المعروف محبوب سجن سائیں بخشی نقشبندی مدظلہ العالی

حضرت خواجہ محمد طاہر عباسی بخشی نقشبندی المعروف سجن سائیں مدظلہ ایک صاحب طریقت، صاحب معرفت، صاحب اوصاف اور تصوف سے تعلق رکھنے والے، اسلام کی حقیقی تعلیمات کا درس دینے والے وقت کے عظیم مصلح و روحانی شخصیت ہیں۔ آپ نے باطنی و روحانی علوم کی منازل اپنے والد گرامی اصلاح امت کا درد رکھنے والے مشہور و معروف روحانی پیشوا حضرت اللہ بخش المعروف سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہٗ کے پاس طے کیں۔
حضرت خواجہ سجن سائیں کا پیغام بہت سادہ اور تبلیغ و تعلیم بہت مسحور کن ہے کہ ہم سب اپنے اعمال کا اعادہ کر کے اپنی کوتاہیوں اور خامیوں پر نظر رکھیں۔ کسی دوسرے فرقے یا مذہب کو برا نہ کہیں۔ صرف اپنے کردار، ایمان اور دیگر انسانوں کی فلاح کو مد نظر رکھیں۔ اپنی ذات، اپنی طاقت اور اپنی حیثیت سے خلق خدا کو نقصان نہ پہنچائیں۔ خاموشی سے اپنی صلاحیتوں کے ذریعے زیر زمین بہنے والے چشمے کی طرح دوسروں کو سیراب کرتے رہیں۔ دین و دنیا کی بہتری کے لیے ہر وقت قلبی ذکر کرتے ہوئے اللہ سے اپنا ربط قائم رکھیں اور نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرتے ہوئے اپنے رب اور نبی کی رضا حاصل کریں۔

حضرت علامہ الحاج محمد طاہر بخشی نقشبندی المعروف سجن سائیں دامت برکاتہم العالیہ ذکر کا وظیفہ عنایت فرماتے ہیں، جس سے مردہ دل ذاکر بن جاتا ہے اور آپ کی صحبت میں بیٹھنے سے انسان شریعت کا پابند، نیکوکار پرہیزگار اور دیندار بن جاتا ہے۔ آپ کا قیام اللہ آباد شریف کنڈیارو ضلع نوشہرو فیروز، سندھ، پاکستان میں ہے۔ موجودہ دور میں آپ عارف باللہ، عالم با عمل، علم و عرفان کے صاحب اور مخلوق خدا کے خیر خواہ ہیں۔ آپ کے سرچشمہ فیض سے اب تک پاکستان و بیرون ملک ہزاروں لوگ عشق الٰہی سے سرشار ہو رہے ہیں۔